ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

32

7 تا 13 اگست 2012ء / 18 تا 24 رمضان المبارک 1433ھ

روزے کا مقصود......تقویٰ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: (ترجمہ) ''اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا' تا کہ تم میں تقویٰ پیدا ہو جائے'' ...... (البقرہ: 183) گویا روزے کی مصلحت اور مدعا تقویٰ ہے۔ تقویٰ کے معنی اور مفہوم کو جان لینے سے یہ مصلحت اور حکم بڑی آسانی سے سمجھ میں آ جائے گا۔ ''تقویٰ'' کے معنی ہیں ''بچنا''۔ قرآن مجید نے اس میں اصطلاحی مفاہیم پیدا کیے' یعنی اللہ کے احکام کو توڑنے سے بچنا' حرام سے بچنا' معصیت سے بچنا۔ ہمارے نفس کے بہت سے تقاضے ہیں مثلاً' پیٹ کھانے کو مانگتا ہے۔ فرض کیجیے کہ کوئی حلال چیز کھانے کو نہیں ہے تو ایسے میں آدمی بھوک کے ہاتھوں مجبور ہو کر حرام میں منہ مار بیٹھے گا۔ لہٰذا اس میں یہ عادت ڈالی جائے کہ آخری حد تک بھوک پر قابو پانے میں کامیاب رہے۔ اسی طرح پیاس کو کنٹرول میں لائے' شہوت کو کنٹرول میں رکھے۔ ساتھ ہی اُسے نفس کی اُن خواہشات پر قابو پانے کی مشق حاصل ہو' جو دین کے منافی ہوں۔ لہٰذا طلوعِ فجر سے غروبِ آفتاب تک کھانے پینے اور تعلقِ زن وشو سے کنارہ کش ہونے کی جو مشق کرائی جاتی ہے' اس کا مقصد ضبطِ نفس ہے' تا کہ ایک بندۂ مؤمن کو اپنے نفس کے منہ زور گھوڑے کے تقاضوں پر قابو پانے اور کنٹرول میں رکھنے کی مشق ہو جائے اور عادت پیدا ہو جائے ...... اب سوچیے، اگر آپ پورے تیس دن ایک مقررہ وقت سے لے کر دوسرے مقررہ وقت تک اللہ کی حلال کردہ چیزیں اس لیے استعمال نہیں کر رہے کہ اللہ نے اس کی اجازت نہیں دی' تو اس سے آپ کے اندر ایک مضبوط قوتِ ارادی کے ساتھ یہ استطاعت اور استعداد پیدا ہونی چاہیے کہ بقیہ گیارہ مہینوں میں اللہ کی حرام کردہ چیزوں اور منکرات سے بچ سکیں اور تقویٰ کی روش پر مستقیم رہیں۔ لہٰذا پورے رمضان کے روزے دراصل تقویٰ کی مشق ہے۔ صوم کی فرضیت کے ساتھ ایک چھوٹا سا فقرہ ''لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ'' ہے' جو بڑا ہی پیارا' نہایت عجیب اور بڑی جامعیت کا حامل ہے۔ اس کے اندر روزے کی ساری ظاہری و باطنی اور انفرادی واجتماعی فضیلتیں آ گئیں۔ اور یہ بات روزِ روشن کی طرح مبرہن ہو گئی کہ روزے کا مقصود حصولِ تقویٰ ہے' بالخصوص نفس کا تقویٰ ...... یعنی اللہ کی محبت کے شوق اور اللہ کی نافرمانی کی سزا کے خوف سے اللہ کے اوامر و نواہی پر استقلال کے ساتھ مستقیم رہنے کے لیے اپنے نفسِ امارہ کو قابو میں رکھنے کی تربیت اور ٹریننگ حاصل کرنا۔ اس کے لیے ہمارے دین کی معروف و جامع اصطلاح ہے ''تزکیہ''۔

عظمت صیام و قیام رمضان المبارک

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اس شمارے میں

دینی جماعتوں کے لیے لمحہ فکریہ!

ایمان حقیقی کا سرچشمہ

روزہ اور قرآن کی فضیلت

2012ء اور دنیا کی تباہی کے مفروضے

روزہ: ایک طبی معجزہ

افغانستان سے حملے کے خدشات اور برما میں خونِ مسلم کی ارزانی

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

الھدیٰ (524)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سورۃ یوسف

(آیات 4 تا 6)

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

إِذْ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ لِي سَاجِدِينَ ﴿٤﴾ قَالَ
يَا بُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلَىٰ إِخْوَتِكَ فَيَكِيدُوا لَكَ كَيْدًا ۖ إِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْإِنسَانِ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿٥﴾
وَكَذَٰلِكَ يَجْتَبِيكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِن تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ آلِ يَعْقُوبَ كَمَا
أَتَمَّهَا عَلَىٰ أَبَوَيْكَ مِن قَبْلُ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٦﴾

آیت ۴ إِذْ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ ’’جب یوسفؑ نے اپنے والد (یعقوبؑ) سے کہا‘‘

حضرت یعقوب علیہ السلام کی بڑی بیوی سے آپؑ کے دس بیٹے تھے اور وہ سب کے سب اُس وقت تک جوانی کی عمر کو پہنچ چکے تھے' جبکہ آپؑ کے دو بیٹے (یوسفؑ اور بن یامین) آپؑ کی چھوٹی بیوی سے تھے۔ ان میں حضرت یوسفؑ بڑے تھے' مگر ابھی یہ دونوں ہی کم سن تھے۔

يَا أَبَتِ إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ لِي سَاجِدِينَ ﴿٤﴾ ’’ابا جان! میں نے خواب میں دیکھا ہے گیارہ ستاروں اور سورج اور چاند کو' میں نے اُن کو دیکھا ہے کہ وہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔‘‘

آیت ۵ قَالَ يَا بُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلَىٰ إِخْوَتِكَ ’’یعقوبؑ نے فرمایا: اے میرے پیارے بیٹے! اپنا یہ خواب اپنے بھائیوں کے سامنے بیان نہ کرنا‘‘

حضرت یعقوب علیہ السلام نے سمجھ لیا کہ اس خواب میں یوسفؑ کے گیارہ بھائیوں اور ماں باپ کے بارے میں کوئی اشارہ ہے اور شاید اللہ تعالیٰ میرے اس بیٹے کے لیے کوئی خاص فضیلت ظاہر کرنے والا ہے۔

فَيَكِيدُوا لَكَ كَيْدًا ۖ ’’ورنہ وہ تمہارے خلاف کوئی سازش کریں گے۔‘‘

ممکن ہے وہ لوگ خواب سن کر اس میں واضح اشارے کو بھانپ لیں تو ان کے اندر حسد کی آگ بھڑک اُٹھے اور پھر وہ تمہارے خلاف کوئی سازش کریں' تمہیں گزند پہنچانے کی کوشش کریں۔

إِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْإِنسَانِ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿٥﴾ ’’یقیناً شیطان تو انسان کا کھلا دشمن ہے۔‘‘

وہ دشمنی میں کسی کو بھی کسی بھی وقت' کوئی بھی پٹی پڑھا سکتا ہے۔

آیت ۶ وَكَذَٰلِكَ يَجْتَبِيكَ رَبُّكَ ’’اور اسی طرح تمہارا ربّ تمہیں منتخب کرے گا‘‘

حضرت یعقوب علیہ السلام نے سمجھ لیا کہ میرے بیٹوں میں سے یوسفؑ کو اللہ تعالیٰ نے نبوت کے لیے چن لیا ہے۔

وَيُعَلِّمُكَ مِن تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ ’’اور تمہیں سکھائے گا تاویل الاحادیث میں سے (علم)‘‘

یہاں پر تاویل حدیث کے دو معنی ہو سکتے ہیں' ایک خوابوں کی تعبیر اور دوسرے معاملہ فہمی اور دور بینی' باتوں کی کنہ (تہ) تک پہنچ جانا' حقیقت تک رسائی ہو جانا۔

وَيُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ آلِ يَعْقُوبَ كَمَا أَتَمَّهَا عَلَىٰ أَبَوَيْكَ مِن قَبْلُ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ ۚ ’’اور اتمام فرمائے گا اپنی نعمت کا تجھ پر اور آلِ یعقوبؑ پر جس طرح اُس نے اس سے پہلے اپنی نعمت کا اِتمام فرمایا تیرے آباء واَجداد ابراہیم اور اسحاق پر۔‘‘

یہاں حضرت یعقوب علیہ السلام نے کسرنفسی کے سبب حضرت ابراہیم اور حضرت اسحاق علیہما السلام کے ساتھ اپنا نام نہیں لیا۔

إِنَّ رَبَّكَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٦﴾ ’’یقیناً تیرا رب جاننے والا' حکمت والا ہے۔‘‘

تا خلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان' نظامِ خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

بانی: اقتدار احمد مرحوم

7 تا 13 اگست 2012ء — جلد 21
18 تا 24 رمضان المبارک 1433ھ — شمارہ 32

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: ایوب بیگ مرزا

نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چودھری

مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67-اے' علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو' لاہور-54000

فون: 36316638-36366638 فیکس: 36271241

E-Mail:markaz@tanzeem.org

مقام اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور-54700

فون: 35869501-03 فیکس: 35834000

publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون

اندرونِ ملک...... 450 روپے

بیرونِ پاکستان

انڈیا---------------------(2000 روپے)

یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (2500 روپے)

امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)

ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر

"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ادا ریہ

ایوب بیگ مرزا

دینی جماعتوں کے لیے لمحہ فکریہ!

گزشتہ پینسٹھ سالوں میں پاکستان میں مختلف حکومتوں کے ادوار پر نگاہ ڈالیں۔ آپ حتمی طور پر اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ کسی ایک حکومت کا بھی خاتمہ بالخیر نہیں ہوا۔ سب کا انجام اس حالت میں ہوا کہ وہ عوام میں نہ صرف غیر مقبول ہوگئی تھیں بلکہ اکثر کے بارے میں یقین سے کہا جاسکتا ہے کہ وہ عوامی نفرت کا نشانہ بن چکی تھیں۔ ہم بات ایوب خان کی حکومت سے شروع کرتے ہیں کہ اس سے پہلے کے ادوارِ حکومت پر تبصرہ ماضی بعید کی بات ہوگی۔ ایوب خان کی فوجی حکومت ملک میں پہلا مارشل لاء تھا۔ عوام نے اِس کا پرجوش خیر مقدم کیا۔ بعض حلقوں نے ایوب خان کو ملک کا نجات دہندہ قرار دیا۔ لیکن حکومت کے آخری دنوں میں پاکستان کی سڑکوں پر صدر ایوب کے نام کے ساتھ جو لاحقے لگائے گئے وہ مہذب زبان اور قلم سے ادا نہیں کیے جاسکتے۔ اکثریت کی زبان پر ایک ہی جملہ تھا ایوب خان تمام مسائل اور خرابیوں کی جڑ ہے، ایوب خان کے بعد سب اچھا ہوگا۔ یحییٰ خان کا انجام اچھا کیا ہوتا، اس کا تو آغاز بھی اچھا نہ تھا۔ اس کے دور میں پاکستان دولخت ہوا۔ اُس دور میں اگر یہ شخص عوام کے ہاتھ لگ جاتا تو وہ اس کا تکہ بوٹی کر دیتے۔ یحییٰ کے بعد ذوالفقار علی بھٹو آئے اور بڑی دھوم دھام سے عوام کے کندھوں پر سوار ہو کر آئے۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ کئی عشرے تک ان کا سکہ چلے گا، لیکن پانچ سال سے بھی کم عرصہ میں ان کے خلاف ایک ایسی تحریک ملک کے کونے کونے میں برپا ہوئی جس کی نظیر آج تک نہیں ملتی۔ لہٰذا فوج کے آسان شکار بنے۔ وہ کہتے تھے مجھے نکالا گیا تو ہمالیہ روئے گا، لیکن جب کان پکڑ کر انہیں حکومت سے نکالا گیا تو شاید ہی ملک کے کسی حصہ میں معمولی سطح کا بھی احتجاج ہوا ہو، یہاں تک کہ ان کی پھانسی پر بھی جیالے غائب تھے۔ البتہ چند خاکروبوں نے خود کو نذر آتش کیا اور احتجاج تمام ہوا۔ بھٹو کے خلاف بھی تحریک کے دوران سیاست دان خصوصاً ہمارے دینی رہنما جگہ جگہ عوام کو بتا رہے تھے کہ بھٹو اصل مسئلہ ہے، اس کے بعد دودھ اور شہد کی نہریں بہہ رہی ہوں گی، اشیائے ضرورت کی قیمتیں کم ہو جائیں گی اور راوی چین ہی چین لکھے گا۔ بہر حال عوام کی قسمت کا فیصلہ کرنے اور آئین میں ترمیم کرنے کا حق مردِ حق ضیاء الحق کو دے دیا گیا۔ وہ گیارہ سال لوگوں کو اسلامی نظام کی نوید سناتے رہے، لیکن حق بات یہ ہے کہ اسلام کے حوالہ سے ان کا طرزِ عمل میٹھا میٹھا ہپ ہپ اور کڑوا کڑوا...... بہر حال وہ جہاز کے حادثے میں ہلاک ہوئے۔ کوئی انہیں شہید قرار دیتا اور کوئی کہتا کہ اللہ کے غضب سے وہ جلا کر راکھ کر دیے گئے، واللہ اعلم۔

پھر یہ آواز گونجی کہ پاکستان کے مسائل کا حل جمہوریت میں ہے۔ جمہوریت ایسا "معجزہ" ہے جس سے سب کچھ خود بخود ٹھیک ہو جاتا ہے۔ دینی جماعتوں سمیت سب سیاسی جماعتوں نے ایک بار پھر جمہوریت کی چادر اوڑھ لی۔ ایک بار پھر ہمیں معلوم ہوا کہ تمام مسائل کا حل جمہوریت میں ہے۔ دوبار اقتدار میں آ کر بے نظیر نے اور دو مرتبہ ہی نواز شریف نے جمہوریت میں سے پاکستان کے مسائل کا حل نکالنا چاہا مگر دونوں مرتبہ خود مسئلہ بن کر ملک بدر ہوئے۔ کسی پاکستانی نے، کسی عاشقِ جمہوریت نے اُن کی رخصتی پر ایک آنسو بھی نہ بہایا۔ اب پرویزی دور شروع ہوا۔ پرویزیت نے تاریخ میں کب اسلام کا بھلا کیا تھا جو اب کرتی۔ پرویز کو تو لایا ہی اس لیے گیا تھا کہ نائن الیون کا ڈراما رچا کر مسلمانوں کے خلاف جو صلیبی جنگ شروع کرنا ہے اس میں پرویز ہی میر جعفر اور میر صادق کا کردار ادا کرے گا اور عیسائی جنگجوؤں سے مل کر مسلمانوں کا قتل عام کرے گا۔ بہر حال عزت سے وہ بھی نہ نکلا۔ افغان جنگ کی وجہ سے دینی جماعتوں نے اسے غدار اعظم قرار دیا۔ البتہ ہم نے دینی جماعتوں کے ایک اجتماع کے سامنے یہ بات رکھی کہ پرویز یقیناً غدار ابن غدار ہے، لیکن ہمیں ایسا اہتمام کرنا چاہیے کہ اس کے بعد کوئی ایسی شخصیت مسلط نہ ہو جائے کہ پرویز کا کردار بھی دھندلا دے اور نیا آنے والا پاکستان' اسلام اور عوام دشمنی میں پرویز کو بھی مات کر

دے۔ ہمارا اندیشہ درست ثابت ہوا۔ آج پاکستانیوں کی اکثریت دہائیاں دے رہی ہے کہ اس زرداری آصف سے تو پرویز ہی بہتر تھا۔ آج فضاؤں میں پھر یہ نعرے گونج رہے ہیں ''گو زرداری گو''۔ آج پھر کہا جا رہا ہے کہ زرداری ٹولے نے ملک لوٹ لیا' ملک تباہ و برباد ہو گیا۔ مہنگائی' بیروزگاری اور لوڈ شیڈنگ سے عوام تنگ آئے ہوئے ہیں۔ احتجاج گھیراؤ جلاؤ ہو رہا ہے۔ سیاسی اور مذہبی جماعتیں ایک بار پھر ملک میں نئے انتخابات اور نئے حکمرانوں کو مسائل کا حل بتا رہی ہیں۔ ایک بار پھر عوام کو بتایا جا رہا ہے کہ تمام مصائب و آلام سے نجات حکمرانوں سے نجات حاصل کرنے میں ہے۔

مکمل پس منظر بیان کرنے اور ایک طویل تمہید باندھنے کے بعد ہم عوام سے عرض کریں گے کہ آج پاکستان مسائل کی دلدل میں پھنس چکا ہے' معاشی لحاظ سے تباہ ہو چکا ہے' سیاسی عدم استحکام عروج پر ہے' ہماری خودمختاری اور آزادی ایک سوالیہ نشان بن چکی ہے، ایک قوم کی حیثیت سے ہمارا وقار دنیا میں ختم ہو چکا ہے تو کیا اس کی صرف یہ وجہ ہے کہ ماضی میں اور آج بھی ہمارے حکمران بُرے لوگ تھے اور ہیں۔ یقیناً ایک وجہ یہ بھی ہے، لیکن اگر صرف یہی ایک وجہ ہے تو کیا نئے انتخابات سے یا نئے جرنیل کے مارشل لاء لگانے سے اچھے لوگ آسمان سے ٹپک پڑیں گے۔ کھلے ذہن' دیانت داری اور جذبہ حب الوطنی کے تحت مرض کی تشخیص کیجیے۔ اصل بیماری اور فساد کی جڑ وہ سرمایہ دارانہ نظام اور مغربی جمہوریت ہے جسے ہم نے اپنے مغربی آقاؤں اور امریکہ سے درآمد کیا ہے اور اس باطل نظام کو بھی ایسے بھونڈے انداز سے چلایا گیا اور ایسے بدعنوان لوگوں کو اس نظام میں ذمہ داریاں سونپی گئی ہیں کہ جو ایک آدھ خیر کی بات اس نظام میں تھی وہ بھی غتربود ہو گئی اور شر ہی کا باعث بنی۔

ہم عام سیاست دانوں سے کوئی توقع نہیں رکھتے، نہ سیکولر دانشوروں ہی سے مخاطب ہوتے ہیں بلکہ صرف دینی جماعتوں کو دعوت فکر دیتے ہیں کہ وہ اپنی سوچ، اپنے طرزِ فکر اور اپنے لائحہ عمل پر غور کریں کہ وہ اس میں تبدیلی کی ضرورت محسوس کرتے ہیں یا نہیں۔ ہماری رائے میں پرانی سوچ اور طرزِ عمل تو پہلے جیسے ہی نتائج برآمد کرے گا۔ کیا ہم طرزِ کہن پر ہی اڑے رہیں گے؟ کبھی بحالیٔ جمہوریت کی تحریک اور کبھی بدعنوان سیاست دانوں سے نجات کے لیے جی ایچ کیو سے درخواستیں۔ خدارا غور کیجیے، اصل مرض کی تشخیص کریں، حقائق تک پہنچنے کی کوشش کریں۔ حقائق سے نظریں چرا کر محض نعرہ بازی سے اور جھوٹے وعدوں سے قوم کی حالت نہیں بدلی جا سکتی۔ قوم کی تبدیلی کے لیے فرد کی تبدیلی ناگزیر ہے۔ افراد کی سوچ اور کردار تبدیل ہوگا تو اجتماعی تبدیلی ممکن ہوگی۔ ہمیں اس ظالم سرمایہ دارانہ نظام کو تبدیل کرنا ہوگا اور انسانی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ نظام کبھی جمہوری ذرائع اختیار کرنے سے تبدیل نہیں ہوتے۔ جمہوریت تو موجود نظام کی رکھوالا ہوتی ہے۔ لہٰذا نظام کی تبدیلی کے لیے انقلاب ناگزیر ہے۔ اگر آپ مانتے ہیں کہ پاکستان اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے قائم ہوا تھا تو براہِ کرم اسلامی انقلاب کے لیے کوشاں ہو جائیں۔ کیا پاکستان کی تاریخ گواہ نہیں ہے کہ جب بھی دینی جماعتوں نے متحد ہو کر پریشر گروپ کی صورت اختیار کی تو وقت کے فرعونوں کو اس کے سامنے جھکنا پڑا۔ ہم اللہ پر بھروسا کرتے ہوئے یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ سیاسی جماعتوں کی مدد کے بغیر بھی پاکستان کی دینی جماعتیں متحد ہو کر اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے میدان میں کود پڑیں تو کامیابی ان شاء اللہ ان کے قدم چومے گی البتہ شرط صرف یہ ہے کہ ان کے کارکنان خود اپنی ذات پر بھی اسلام نافذ کیے ہوئے ہوں۔ ہمیں اب ہوش میں آ جانا چاہیے۔ پاکستان ہر سطح پر تنزل کا شکار ہوتے ہوئے اب زمین سے آ لگا ہے۔ اب دو ہی راستے ہیں: یا تو وطن عزیز خدانخواستہ زمین میں دھنس جائے گا اور یا اس کی بلندیوں کی طرف پرواز کا آغاز ہوگا ان شاء اللہ۔ بلندیوں کی طرف پرواز صرف اس صورت میں ممکن ہوگی جب ہدف بلند ہوگا، جب عزائم بلند ہوں گے، جب جرأتیں اور حوصلے بلند ہوں گے۔ ہمیں انقلاب کے لیے نہ کسی نئے لائحہ عمل اور نہ کسی نئے منہج ہی کی ضرورت ہوگی۔ اسلامی انقلاب کے لیے منہج نبویؐ کی رہنمائی موجود ہوتے ہوئے کسی نئے منہج کو اپنانا حماقت عظمیٰ اور اپنی منزل کھوٹی کرنا ہے۔

بیابہ مجلس اسرار

ایمانِ حقیقی کا سرچشمہ: قرآنِ حکیم

ایمان کا سب سے بڑا منبع و سرچشمہ خود قرآنِ حکیم ہے۔ سورۃ الانفال میں سچے اہلِ ایمان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا گیا: ﴿......وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا......﴾ ''اور جب ان کے سامنے اللہ کی آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو وہ ان کے ایمان میں اضافہ کر دیتی ہیں''۔

معرفت رب ہر انسان کے دل میں ودیعت شدہ ہے۔ ضرورت صرف اسے جلا دینے اور فعال کرنے کی ہے اور یہ صرف نورِ وحی سے ہی ممکن ہے۔ چنانچہ جب فطرتِ سلیمہ پر نورِ وحی کا نزول ہوگا تو نورِ ایمان وجود میں آ جائے گا۔

ہمارا انسانی وجود ایک مرکب وجود ہے جو جسد اور روح پر مشتمل ہے۔ ہمارے جسد خاکی کی تمام ضروریات اس زمین سے پوری ہوتی ہیں۔ لیکن ہمارا روحانی وجود عالمِ امر کی شے ہے اور اس کے تغذیہ و تقویت کے لئے اللہ تعالیٰ نے عالم بالا سے قرآنِ حکیم نازل کیا ہے۔ ہماری زمینی حیات کا مبدا پانی ہے اور یہی ہماری زندگی کا سرچشمہ ہے۔ عالمِ حیاتیات میں جو کام پانی سرانجام دیتا ہے، وہی کام عالمِ امر میں قرآن کرتا ہے۔

ہماری پوری تحریک' جدوجہد اور جستجو کا یہی فلسفہ ہے کہ قرآنِ حکیم ایمان و یقین کا منبع و سرچشمہ ہے۔ ضرورت صرف تعلیم و تعلم کے ذریعے اسے عام کرنے کی ہے، کیونکہ اسی ذریعے سے شعوری ایمان پیدا ہوگا۔

(محترم ڈاکٹر اسرار احمد کی کتاب ''حقیقتِ ایمان'' سے ایک اقتباس)

روزہ اور قرآن مجید کی فضیلت

احادیث نبویؐ کی روشنی میں

امیر تنظیم اسلامی محترم **حافظ عاکف سعید** حفظہ اللہ کے 27 جولائی 2012ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

[آیاتِ قرآنی کی تلاوت اور خطبۂ مسنونہ کے بعد]

حضرات محترم! ماہِ رمضان المبارک کا یہ پہلا جمعہ ہے۔ پچھلے جمعہ ہم نے نبی اکرم ﷺ کے اس عظیم الشان خطبے کا مطالعہ کیا جو آپؐ نے شعبان کے آخری روز ارشاد فرمایا۔ حسن اتفاق سے پچھلا جمعہ بھی جب اس خطبے کا بیان ہو رہا تھا شعبان کا آخری روز تھا، اور اس کے اگلے روز ماہ رمضان کا آغاز ہو گیا۔ اس خطبے کے بیان سے پیش نظر یہ تھا کہ مسلمانوں کے سامنے اس مہینے کی عظمت اور برکات وفضائل واضح ہو جائیں، تاکہ وہ اس ماہ کے آغاز ہی سے کمر ہمت کس لیں اور اس مہینے کی برکات سے استفادے کے لیے ذہنی طور پر تیار ہو سکیں، اور کوئی بھی شخص ان بابرکت گھڑیوں سے فائدہ اُٹھانے سے محروم نہ رہے۔

قرآن وسنت کی روشنی میں ماہِ رمضان کے دو پہلو وضاحت کے ساتھ ہمارے سامنے آتے ہیں۔ ایک یہ کہ یہ روزوں کا مہینہ ہے۔ دوسرے یہ کہ نزولِ قرآن کی نسبت سے یہ ماہ قرآن ہے۔ پچھلی بار ہم نے روزے کی برکات اور فضائل کے بارے میں آپؐ کے خطبہ کا مطالعہ کیا تھا۔ آج میں آپ کو ایک اور مفصل حدیث سناؤں گا، جس سے روزے کی برکات وفضائل بھی ہم پر پوری طرح عیاں ہوں گے اور قرآن کے فضائل اور اس کی عظمت بھی سامنے آ سکے گی۔ ماہِ رمضان میں روزے اور قرآن دونوں نعمتوں سے بھرپور استفادہ کیا جانا چاہیے۔ روزے کی جو سعادت ہمیں مل رہی ہے اسے غنیمت جانئے۔ روزہ نفلی بھی ہو تو اپنی جگہ بہت اجر وثواب کا موجب ہے، اور ماہ رمضان کے فرض روزے کی تو خصوصی امتیازی فضیلت ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اگر اس ماہ کا ایک روزہ بھی چھوٹ جائے تو اس کی تلافی صحیح معنوں میں ہو نہیں سکتی، چاہے آدمی ساری عمر روزے رکھتا رہے۔ پس ہمیں چاہیے کہ روزے کی عبادت سے بھی بھرپور فائدہ اُٹھائیں اور قرآن مجید سے بھی جو سب سے زیادہ عظمت والی شے ہے اور جس کے نزول کی وجہ سے رمضان سب سے زیادہ فضیلت والا مہینہ ٹھہرا، تجدید تعلق کریں۔ ایک زمانے میں پارس کے ایک پتھر کے متعلق یہ تصور تھا کہ آپ اُس سے جس دھات کو بھی چھوئیں وہ سونا بن جائے گی۔ یہ پارس کا پتھر تو خیالی شے ہی معلوم ہوتی ہے، لیکن واقعی اگر کوئی پارس کا پتھر ہے تو وہ قرآن ہے۔ اِس لیے کہ قرآن سے جس چیز کی بھی نسبت قائم ہو جائے وہ فضیلت میں آسمان کی بلندیوں کو چھونے لگتی ہے۔ چنانچہ قرآن کو سیکھنے سکھانے والا سب سے اچھا قرار پاتا ہے۔ اِسی طرح قرآن جس مہینے میں نازل ہوتا ہے وہ مہینہ سب سے افضل ٹھہرتا ہے۔

ماہِ رمضان کا پروگرام اصل میں دن کا روزہ اور رات کا قیام مع القرآن ہے، جیسا کہ حدیث رسولؐ سے واضح ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ''جس شخص نے ماہ رمضان میں روزے رکھے ایمان کی کیفیت کے ساتھ اور اللہ ہی سے اجر وثواب کی امید رکھتے ہوئے اس کے سابقہ تمام گناہ بخش دیے جائیں گے، اور جو رمضان کی راتوں میں کھڑا رہا (قیام اللیل کا اصل مقصد رات کو نفل میں زیادہ سے زیادہ قرآن پڑھنا یا سننا ہے۔) ایمان کی کیفیت کے ساتھ اور اللہ سے اجر وثواب کی امید رکھتے ہوئے تو اس کے (بھی) پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔'' گویا اس ماہ مبارک کی برکات سے فائدہ اُٹھانے کے لیے دن کا روزہ اور رات کا قیام مع القرآن کے دو پروگرام ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان دونوں سے بھرپور استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔

روزے کی فضیلت کے بارے میں ایک نہایت جامع حدیث ہے جس کے راوی حضرت ابوہریرہؓ ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''انسان کے ہر عمل (یعنی ہر نیکی) کا اجر دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک بڑھا کر دیا جاتا ہے، سوائے روزے کے۔ (روزہ کا اجر وثواب کسی حساب کتاب میں نہیں آتا۔) اللہ فرماتا ہے کہ یہ خاص میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ روزہ دار میری وجہ سے اپنی خواہش نفس اور کھانے پینے سے رکا رہتا ہے۔ روزے دار کے لیے دو خوشیاں ہیں۔ ایک خوشی وہ ہے جب وہ افطار کرتا ہے اور ایک خاص فرحت اس وقت ہوگی جب وہ اپنے رب سے ملاقات کرے گا۔ روزے دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی بہتر ہے۔ روزہ ڈھال ہے اور جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو، تو وہ فحش گوئی اور بیہودہ باتیں نہ کرے۔ اگر کوئی

شخص اسے گالی دے، یا اس سے جھگڑے (اور لڑنے) پر آمادہ ہو جائے تو اسے کہہ دینا چاہیے کہ میں روزے سے ہوں (لہٰذا آپ کو کوئی جواب نہیں دے سکتا)'' (متفق علیہ)

روزہ کو ڈھال کہا گیا ہے۔ اس لیے کہ یہ انسان کو گناہوں سے بچاتا ہے۔ روزے کی حالت میں خاص طور پر گناہوں سے بچنے کی ضرورت ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ جس نے روزے کی حالت میں جھوٹ بولنا اور اُس پر عمل کرنا (جھوٹی بات کہنا، لوگوں کو دھوکہ دینا) نہ چھوڑا تو اللہ کو اس کی کوئی حاجت نہیں ہے کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔'' روزے میں آدمی صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک جائز اور طیب چیزوں کو بھی چھوڑ دیتا ہے، ایسے میں یہ بات بڑی عجیب ہوگی کہ وہ گناہوں کا ارتکاب کرتا رہے، اُن سے اپنا دامن نہ بچائے۔ پھر تو حقیقت میں اُس کا روزہ نہ ہوگا۔

اب آئیے، عظمت قرآن کے موضوع کی طرف۔ رمضان نزولِ قرآن اور قرآن مجید سے تجدید تعلق کا مہینہ ہے۔ ویسے تو بندۂ مومن کا قرآن کے ساتھ تعلق پورے سال ہی رہنا چاہیے، لیکن اس ماہ مبارک میں اس تعلق میں دسیوں، بیسیوں گنا اضافہ ہو جانا چاہیے۔ یہ ماہ مبارک دراصل اُن لوگوں کے لیے جن کا قرآن سے تعلق سال بھر کچا پکا رہتا ہے یہ موقع فراہم کرتا ہے کہ وہ بھرپور طور پر اس تعلق کی تجدید کریں۔ لہٰذا اس مہینے قرآن مجید کے پڑھنے، اس کے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کا جذبہ بڑھ جانا چاہیے۔ عظمت قرآن کے حوالے سے یوں تو اور بھی بہت سی احادیث آتی ہیں لیکن یہ ایک قدرے مفصل حدیث ہے، جس کے راوی حضرت علی ؓ ہیں، اور یہ جامع ترمذی اور دارمی دونوں میں نقل کی گئی ہے۔

حضرت علی ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسولؐ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''عنقریب ایک بہت بڑا فتنہ رونما ہوگا۔'' نبی اکرم ﷺ نے جس فتنے کی خبر دی تھی وہ حضرت عثمان ؓ کے آخری عہد میں رونما ہوا۔ یہ فتنہ ایک یہودی عبداللہ بن سبا کا اُٹھایا ہوا تھا۔ جس میں حضرت عثمان ؓ شہید ہوئے۔ اس کے بعد مسلسل چار سال تک جنگ ہوتی رہی اور حضرت علی ؓ کا پورا دور خلافت خانہ جنگی اور فتنے کی نذر ہوگیا۔ جنگ جمل، جنگ صفین اور جنگ نہروان میں تقریباً ایک لاکھ مسلمان ایک دوسرے کی تلواروں، نیزوں اور تیروں سے قتل ہوئے۔ یہ بہت بڑا فتنہ تھا۔ ایسے حالات میں ایک حدیث کے مطابق نہ مرنے والے کو پتا ہوتا ہے کہ مجھے کیوں مارا جا رہا ہے، نہ مارنے والے کو ہی معلوم ہوتا ہے کہ میں کیوں مار رہا ہوں۔

حضرت علی ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی، اے اللہ کے رسول ﷺ! فتنے سے نکلنے کا راستہ کون سا ہوگا؟ یہاں آپ نوٹ کریں کہ صحابہ کرام ؓ کا ہماری طرح یہ انداز نہیں ہوتا تھا کہ کوئی علمی سوال کریں کہ حضور یہ بتایئے فتنہ کیا ہوگا، کیسا ہوگا، اس کی نوعیت کیا ہوگی؟ کہاں سے نکلے گا؟ اس کی شدت کتنی ہوگی، بلکہ وہ عملی سوال پوچھتے تھے۔ چنانچہ حضرت علی ؓ نے بھی ایک عملی سوال پوچھا کہ اس فتنہ سے نکلنے کا راستہ بتایئے۔ آپؐ نے فرمایا: ''اللہ کی کتاب''۔ اس کو مضبوطی سے پکڑو، یہ فتنوں سے نکالے گی۔ اب اس کے بعد آپؐ کی زبان مبارک سے اس کتاب کی فضیلت یوں بیان ہوتی ہے جیسے پھول جھڑتے ہیں۔ یہ کلام نبویؐ کی فصاحت و بلاغت کی بہترین مثال ہے۔

آپؐ نے فرمایا: ''اس قرآن میں تم سے پہلی قوموں کا تذکرہ بھی موجود ہے۔'' سابقہ اقوام کی خبریں، ان کے حالات کا اس میں ذکر آیا ہے۔ جیسے قوم نوحؑ، قوم عاد، قوم ثمود اور آل فرعون وغیرہ۔ ''اور اس میں تمہارے بعد میں آنے والوں کی بھی خبریں (اشارے) موجود ہیں، اور تمہارے درمیان جو اختلافات ہو جائیں (یا مسائل کھڑے ہو جائیں) ان سب کا فیصلہ بھی اس کے اندر ہے''۔ یعنی قرآن قیامت تک کے لیے راہنما کتاب ہے۔ لہٰذا رہتی دنیا تک جو بھی مسئلے کھڑے ہوں گے اور جو بھی جھگڑے اُٹھیں گے ان سب کا فیصلہ، اس کی راہنمائی، اس قرآن میں ہے۔

''یہ فیصلہ کن کلام ہے، یہ یاوہ گوئی نہیں ہے۔'' یہ کلام کس درجے میں فیصلہ کن ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اسی قرآن کی بدولت قوموں کو اُٹھائے گا اور اسی کو ترک کرنے کی وجہ سے ذلیل و خوار کرے گا۔ قوموں کی قسمت کا فیصلہ اسی قرآن کی بنیاد پر ہوگا۔

''جو شخص تکبر اور سرکشی کی بنیاد پر اس قرآن کو چھوڑے (نظر انداز کرے) اللہ تعالیٰ اسے تباہ و برباد کر دے گا۔'' اللہ کا کلام اس زمین کے اوپر اور آسمان کے نیچے انسان کے لیے اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے۔ تو جو شخص اس نعمت عظیمہ کے ساتھ اس طرح کا رویہ برتے، بربادی ہی اُس کا مقدر ہے۔ اللہ اسے برباد کر کے چھوڑے گا۔

''اور جو کوئی اس قرآن کے سوا کسی اور شے سے ہدایت تلاش کرے گا (جیسے آج کے مسلمان قرآن کو چھوڑ کر مغربی افکار میں مسائل کا حل ڈھونڈنا چاہ رہے ہیں) تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو گمراہ کر کے چھوڑے گا''۔ قرآن عام کتاب نہیں ہے کہ جب چاہا پڑھ لیا اور جب چاہا نہ پڑھا۔ چاہا تو استفادہ کر لیا، نہ چاہا تو اُٹھا کر اوپر رکھ دیا، بلکہ یہ ہر معاملے کے لیے کامل راہنمائی ہے۔ ہمیں بہر صورت اسی کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔ اگر ہم کہیں اور سے راہنمائی چاہیں گے تو صرف گمراہی ہی ہمارے حصے میں آئے گی۔ ہمیں قرآن کو چھوڑ کر کہیں سے بھی ہدایت نہیں ملے گی۔

''اور یہی ہے حبل اللہ (اللہ کی مضبوط رسی)'' ان الفاظ کو پڑھتے ہوئے آپ کے ذہن میں قرآن مجید کی وہ آیت آئی ہوگی: ﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا﴾ (آل عمران:103) ''(اے مسلمانو!) مل جل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو، اور تفرقے میں مت پڑو۔'' تو یہاں اللہ کی جس رسی کا تذکرہ ہوا، اس سے مراد کیا ہے؟ آپؐ نے اس کی وضاحت اس حدیث میں فرما دی کہ یہی قرآن اللہ کی مضبوط رسی ہے جس کو تھامنے کا حکم ہوا۔ ظاہر ہے قرآن مجید کی تفسیر و تشریح اور وضاحت آپ کے ذمے تھی۔ ایک اور حدیث کے مطابق یہ رسی آسمان سے زمین تک تنی ہوئی ہے۔ اس کا ایک سرا ہمارے ہاتھ میں ہے اور دوسرا سرا اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ پس قرآن اللہ کے ساتھ براہِ راست مستقل رابطہ کا ذریعہ ہے۔

''اور یہ انتہائی حکیمانہ ذکر ہے۔'' ذکر کی ہمارے دین میں بہت فضیلت آئی ہے۔ اس کا سب سے مؤثر ذریعہ یہ قرآن ہے جو الذکر اور انتہائی حکیمانہ کلام ہے۔ ''اور یہی سیدھا راستہ ہے۔'' ہم نماز کی ہر رکعت میں جس صراط مستقیم کی دعا مانگتے ہیں، وہ یہ قرآن ہے۔ قرآن بالکل سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

''یہ وہ شے ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے خواہشات نفس (تمہیں) گمراہ نہیں کرسکتیں۔'' اس قرآن سے مستحکم اور مضبوط تعلق استوار کرو گے تو

نفسانی خواہشات ٹیڑھے رخ پر نہیں لے جاسکیں گی۔

''اور زبانیں اِس میں گڑ بڑ نہیں کر سکیں گی۔'' یہ اللہ کا کلام ہے جس میں التباس نہیں کیا جاسکتا۔ گڈ مڈ کر کے اس کے مفہوم کو نہیں بدلا جاسکتا۔ سابقہ آسمانی کتابوں میں تحریف کی گئی۔ حق و باطل کو گڈ مڈ کیا گیا۔ لیکن اس کتاب میں یہ کام نہیں ہوسکتا۔ یہ اپنی حفاظت خود کرتا ہے۔

''علماء کبھی اس سے سیری محسوس نہیں کریں گے۔'' اہل علم ساری عمر قرآن مجید پر تدبر اور غور وفکر کریں گے، لیکن انہیں کبھی یہ محسوس نہیں ہوگا کہ اس میں جو حکمت کے موتی یا راہنمائی تھی، وہ ساری کی ساری ہم نے حاصل کر لی ہے، بلکہ ان کی تشنگی ہمیشہ برقرار رہے گی۔

''اور تکرار تلاوت سے اس پر باسی پن طاری نہیں ہوگا۔'' ساری عمر انسان قرآن پڑھتا رہے گا لیکن یہ محسوس نہیں کرے گا کہ بس پیٹ بھر گیا، بلکہ اُس کی تشنگی بڑھتی جائے گی۔

''اور اس کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہوں گے۔'' قرآن مجید بنیادی طور پر کتاب ہدایت ہے۔ اس میں تخلیق کائنات کا بھی ذکر ہے، جیالوجی کے بارے میں بھی اشارے آئے ہیں، فزیکل سائنسز کے حوالے سے بھی اشارات موجود ہیں۔ یہ عجائبات سے بھرا ہوا کلام ہے۔ یہ عجائبات کبھی ختم نہیں ہوں گے، بلکہ ہر دور میں نئی نئی چیزیں سامنے آئیں گی۔ جب سائنس کی دنیا میں نئی چیز دریافت ہوگی تب معلوم ہوگا کہ ہاں یہ بات بھی قرآن نے کہی تھی۔ اس وقت سمجھ میں نہیں آئی، اب سمجھ میں آرہی ہے۔ بہر کیف سائنس کے ارتقاء اور فزیکل سائنسز میں نئے نئے مشاہدات سے انسان کے سامنے قرآن کے عجائبات سامنے آتے رہیں گے۔ ڈاکٹر رفیع الدین نے بہت اچھی بات کہی ہے کہ قرآن مجید اللہ کا قول اور کائنات اللہ کا فعل ہے، اور اللہ تعالیٰ کے قول (قرآن) اور فعل (کائنات) میں تضاد نہیں ہوسکتا۔ یعنی قرآن مجید میں کوئی شے ایسی ہو ہی نہیں سکتی جو کائنات کی اصل حقیقتوں سے ٹکرائے یا اُس کے مخالف ہو، بلکہ اس میں اصل حقیقتوں کی طرف اشارے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ انسان کو وہاں تک پہنچنے میں وقت لگتا ہے۔

''یہ وہ کتاب ہے کہ اسے جیسے ہی جنوں نے سنا تو بے اختیار پکار اُٹھے: ہم نے سنا ہے قرآن جو بہت دل کو لبھانے والا ہے، جو سیدھے راستے کی طرف راہنمائی کرتا ہے، تو ہم اس پر ایمان لے آئے۔''

اِس طویل حدیث کے آخری ٹکڑے اس حدیث کا کلائمکس ہیں۔ فرمایا: ''جس نے اس قرآن کی بنیاد پر کوئی بات کہی اس نے سچ کہا۔'' ظاہر ہے کہ قرآن سے زیادہ سچی بات کسی کی ہو نہیں سکتی۔ ایک آدمی کسی واقعہ کے مشاہدہ کے بعد اگر اس کو سچ سچ بھی بیان کرے تو پورا سچ بیان نہیں کرسکتا۔ اِس لئے کہ اس واقعہ کے بہت سے پہلو جو اُس کے سامنے نہیں ہیں، اُس سے بیان ہونے سے رہ جائیں گے۔ یہ صرف اللہ کی ذات ہے جو کُل علم رکھتی ہے۔ لہٰذا اُس کی بات سو فیصد حق اور سچ ہے۔ چنانچہ جو شخص اس قرآن کی بنیاد پر، اس میں آنے والی خبروں، اس کی ہدایت وراہنمائی کی بنیاد پر بات کرے گا وہ سب سے زیادہ سچا ہوگا۔ ''اور جو قرآن پر عمل کرے گا اس کا اجر محفوظ ہے۔ جس نے قرآن کی بنیاد پر فیصلہ کیا تو اس نے یقیناً عدل سے کام لیا۔'' آخری بات یہ فرمائی ''اور جس نے (لوگوں کو) قرآن کی طرف بلایا، اس کو تو سیدھے راستے کی ہدایت مل گئی۔'' کوئی اور اس ہدایت سے فائدہ اُٹھائے یا نہ اُٹھائے، لیکن داعی قرآن کی ہدایت کی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ضمانت ہے۔ اُس کی ہدایت یقینی ہے۔

حضرات! اس حدیث مبارکہ سے قرآن مجید کی فضیلت کے بہت سے پہلو نمایاں ہو کر ہمارے سامنے آگئے ہیں۔ اس بابرکت مہینے میں برکتوں والے قرآن سے فائدہ اُٹھانے کے لیے ابھی سے کمر ہمت کس لیجئے۔ اس کی صورت دن کا روزہ اور رات کا قیام مع القرآن ہے۔ الحمدللہ لاہور میں اس مسجد (جامع القرآن قرآن اکیڈمی) سمیت کئی مقامات پر دورۂ ترجمہ قرآن کے پروگرام ہو رہے ہیں۔ عام طور پر لوگ قرآن پڑھتے ہیں، نماز تراویح میں پورا قرآن سن لیتے ہیں، لیکن انہیں معلوم نہیں ہوتا کہ قرآن کا پیغام کیا ہے، ہمارے لیے اس میں کیا راہنمائی ہے۔ قرآن حکیم کی راہنمائی سے استفادہ کے لیے دورۂ ترجمہ قرآن کے ان پروگراموں میں ذوق وشوق سے شرکت کیجئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین) [مرتب: محبوب الحق عاجز]

☆☆☆

سال 2012ء اور دنیا کی تباہی کے مفروضے

محمد عبداللہ شارق

بعض لوگ اس خوف میں مبتلا ہیں کہ 2012ء میں کچھ ہونے والا ہے۔ کچھ لوگوں کو اس سال قیامت واقع ہوتی نظر آ رہی ہے۔ بعض لوگوں کو دجال کی چاپ قریب سنائی دے رہی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس سال بدی کی قوتوں کا امام ''امریکا'' قدرتی آفات و بلیات کی خوفناک لپیٹ میں آ کر سمندر برد ہو جائے گا۔ بعضوں کا خیال ہے کہ رواں سال ''اسرائیل'' صفحۂ ہستی سے مٹ جانے والا ہے۔ مغربی معاشرے اس حوالہ سے کچھ زیادہ ہی خوف میں مبتلا ہیں۔ بلکہ یوں کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ اس خوف کا اصل بخار مغربی معاشرہ کو ہی چڑھا ہوا ہے۔ ان کے بعض حلقوں میں یہ بات عقیدہ کی حد تک راسخ ہو چکی ہے کہ 2012ء کے دوران یہ دنیا مختلف موسمیاتی یا ماورائی تبدیلیوں کا شکار ہو کر ٹوٹ پھوٹ جائے گی اور یوں اس زمین پر زندگی اپنے اختتام کو پہنچ جائے گی۔ مغرب کے کئی مفکر اور اسکالرز اس نقطۂ نظر کے پُر زور حامی ہیں۔ اس حوالہ سے جس تاریخ کا خصوصی طور پر ذکر کیا جاتا ہے، وہ 21 دسمبر 2012ء ہے۔ ایک رپورٹ کے مطابق اس وقت ساٹھ ہزار ویب سائٹس ایسی ہیں جہاں اس تاریخ کے بارے میں پیشین گوئیوں پر مبنی مواد موجود ہے۔ ان میں سے بعض ویب سائٹس پر باقاعدہ ڈاؤن کاؤنٹر لگے ہوئے ہیں جن کے ذریعہ ہر لحہ بتایا جا رہا ہے کہ دنیا کس طرح لحہ بہ لحہ اپنے خاتمہ کی طرف محو سفر ہے اور اس کے خاتمہ میں مزید کتنے لحات باقی ہیں۔ اس کے علاوہ اس موضوع پر مغرب میں بے شمار کتابیں بھی لکھی جا چکی ہیں۔ مشرق میں یہ خوف مغرب سے ہی برآمد ہو کر آیا ہے۔

دلائل اور حقائق کی روشنی میں دیکھا جائے تو اس موضوع پر قلم اٹھانے والے لکھاریوں کے دعویٰ کے مطابق اہل دنیا کا یہ خوف بلاوجہ نہیں۔ ان کے مطابق اس بات کے کئی ماورائی اور سائنسی ثبوت موجود ہیں کہ 2012ء میں دنیا کے اندر کچھ غیر معمولی تغیرات اور تبدیلیاں رونما ہونے والی ہیں۔ ذیل میں ہم ان شواہد کا ایک جائزہ لیتے ہیں اور ان پر رائے زنی کی کوشش بھی کرتے ہیں کہ آیا واقعی ان کی بنیاد پر 2012ء سے ڈرنا اور خوف کھانا درست ہے؟

ماورائی شواہد کے ضمن میں مختلف مذاہب کی مذہبی روایات ذکر کی جاتی ہیں، لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ ان مذہبی روایات میں سے بعض کے اندر تو سرے سے کوئی ایسا اشارہ ہی نہیں ملتا جس سے معلوم ہو کہ بنی نوع انسان کو 2012ء سے ڈرنے کی ضرورت ہے، بلکہ اس کے برعکس ان پیشین گوئیوں میں (مجمل الفاظ کے اندر) یہ خوش خبری اور نوید نظر آتی ہے کہ 2012ء میں حق اور سچائی کا آفتاب طلوع ہونے والا ہے۔ مثلاً ہندومت کی روایات کے مطابق 2012ء سے حق اور صداقت کے دور کا آغاز ہونے والا ہے۔ بدھ مت کے بعض راہبوں کے مطابق ''بدھا'' کی پیشین گوئی کی رو سے 2012ء میں ایک سنہری دور (Golden age) شروع ہونے والا ہے۔ تاہم یہودی اور عیسائی روایات کے مطابق اگرچہ 2012ء کے دوران میں یا اس سے پہلے دنیا میں قتل و غارت، خوں ریزی اور فتنہ و فساد کے کچھ واقعات رونما ہوں گے، مگر ان میں بھی انجام کار حق کے پیروکار صاف بچ جائیں گے اور منکرین حق پر عذاب الٰہی نازل ہوگا۔ اپنی اپنی روایات کی روشنی میں عیسائیوں اور یہودیوں کو بھی 2012ء سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہ اپنے ہی عقیدہ کے مطابق خدا کے محبوب اور لاڈلے ہیں اور ان کی اپنی روایات کے مطابق خدا اس سال اپنے فرمانبرداروں کو ''فتح مبین'' عطا فرمائے گا۔ نہ جانے پھر مغرب اور خصوصاً امریکا میں ایسی فرمز کیوں روز بروز مقبول ہوتی جا رہی ہیں جو 21 دسمبر 2012ء کی تباہی سے بچنے کے لیے زیر زمین پناہ گاہیں تیار کر کے فروخت کرتی ہیں اور نہ جانے انہیں خرید ار کہاں سے میسر آ جاتے ہیں! رہ گئے مسلمان تو دوسرے مذاہب کی روایات پر ان کا سرے سے ایمان ہی نہیں اور ان کا اپنا مذہب اس حوالہ سے بالکل خاموش ہے۔ لہٰذا ان کا 2012ء سے ڈرنا گھبرانا تو بالکل ہی کوئی معنی نہیں رکھتا۔

سائنسی انکشافات اور شواہد کے ضمن میں جن امور کا ذکر کیا جاتا ہے، ان میں بھی کوئی ایسا نہیں جسے اطمینان بخش، حتمی اور قطعی کہا جا سکے۔ اس سلسلہ میں مایان قوم کے کیلنڈر اور امریکی خلائی ادارے ناسا کی تحقیق کا بطورِ خاص ذکر کیا جاتا ہے۔ مایان قوم کے بارہ میں کہا جاتا ہے کہ یہ سائنسی اعتبار سے ایک انتہائی ترقی یافتہ قوم تھی۔ 2000 قبل مسیح سے 250ء کے درمیان ان کا زیادہ عروج رہا۔ اس قوم نے شمسی اور قمری کیلنڈر کے علاوہ ایک کیلنڈر ''ورلڈ ٹائم کیلنڈر'' کے نام سے تیار کیا تھا۔ یہ کیلنڈر 5126 سالوں پر مشتمل تھا۔ یہ کیلنڈر مختلف سائنسی خصوصیات کا حامل تھا جو انہوں نے اپنے کائناتی مشاہدہ کی روشنی میں تیار کیا تھا۔ یہ کیلنڈر 31 اگست 3114 قبل مسیح سے شروع ہو کر اب 21 دسمبر 2012ء کو ختم ہو رہا ہے۔ ان کا دعویٰ تھا کہ 21 دسمبر 2012ء کے بعد ہمیں اندھیرا نظر آ رہا ہے۔ یعنی انہوں نے دعویٰ کیا کہ مذکورہ تاریخ کو دنیا کی عمر پوری ہو جائے گی۔ جو لوگ 2012ء میں دنیا کی تباہی پر مصر ہیں، ان کی ایک بڑی دلیل یہی کیلنڈر ہے۔ ان لوگوں کا دعویٰ ہے کہ مایان قوم نے گزشتہ ادوار کے لیے جو پیشین گوئیاں کی تھیں، ان میں بھی اکثر درست ثابت ہوئی تھیں۔ موجودہ دور میں سائنسی علوم سے وابستہ بعض مغربی مفکرین جب محض اس بنیاد پر مایان کیلنڈر کو تسلیم کرنے پر اصرار کرتے ہیں کہ ماضی میں بھی مایان قوم کی بعض پیشین گوئیاں درست ثابت ہوئی تھیں تو ان پر حیرت ہوتی ہے۔ مایان قوم کا مذکورہ کیلنڈر ایک ایسے دور میں تیار ہوا جب سائنس ظن اور تخمین کے دور سے گزر رہی تھی۔ (ضمناً جان لیجئے کہ سائنس کو اپنے تاریخی ارتقاء کے اعتبار سے تین ادوار میں تقسیم کیا جاتا ہے: (1) ظن و تخمین کا دور، اس دور میں کوئی بھی سائنسی نقطۂ نظر محض ظن و تخمین اور اٹکل پچو کی بنیاد پر قائم کیا جاتا تھا۔ (2) تجربہ کا دور، جب سائنس کی باگ ڈور مسلمانوں کے ہاتھ آئی تو اب کسی بھی سائنسی نکتۂ نظر کے ثبوت کے لیے تجربہ شرط قرار پایا۔ (3) مشاہدہ کا دور، جب سائنس کی زمامِ کار مغرب کے ہاتھ آئی تو اب کسی بھی سائنسی دعویٰ کے لیے مشاہدہ ضروری ٹھہرا۔) اب جبکہ مشاہدہ اور مائیکرو اسکوپ کا دور ہے، اس دور کے اندر پتھر کے دور میں بنائے گئے کیلنڈر کا حوالہ دینا اور محض اس بنیاد پر کہ اس قوم کی بہت سی سابقہ تحقیقات درست تھیں، اتنا بڑا دعویٰ کرنا کہ 2012ء میں دنیا مکمل طور پر تباہ ہو جائے گی، چہ معنی دارد؟ اگر واقعی ایسا کچھ ہونے والا ہے تو آخر وہ ایسا کون سا ذریعہ تھا جس کی مدد سے مایان قوم کو تو ہزاروں سال

پہلے پیدا ہو کر 2012ء میں واقع ہونے والے اس عظیم حادثہ کی معلومات حاصل ہو گئیں جبکہ عہدِ جدید 2012ء میں داخل ہو کر اپنی تمام تر حشر سامانیوں کے باوجود سر پر آ پہنچنے والی اس قیامت کے بارہ میں بالکل بے خبر ہے۔ اگر کسی کی دس باتوں میں سے چار باتیں درست ثابت ہو جائیں تو ضروری نہیں کہ باقی چھ بھی درست ہی ہوں۔ تجربہ اور مشاہدہ کی بات کرنے والے مغربی مفکر (جو خدا کا انکار بھی محض اس لیے کرتے ہیں کہ وہ نظر نہیں آتا) نہ جانے ان میں بعض کو مایان قوم کے حوالہ سے عقیدت کا ایسا کیا ہیضہ ہوا ہے کہ اپنے ان سب اصولوں کو بھول گئے ہیں اور مایان قوم کے کیلنڈر پر من وعن ایمان لے آنا ضروری خیال کرتے ہیں۔

سائنسی شواہد کے ضمن میں جو دوسرا ''معتبر نام'' لیا جاتا ہے، وہ امریکی خلائی ادارے ''ناسا'' کا ہے۔ اس سلسلہ میں ''ناسا'' کی طرف بہت کچھ منسوب کیا جاتا ہے، مگر میں نے خود ''ناسا'' کی ویب سائٹ پر اس حوالہ سے جو کچھ دیکھا، اس کی ایک جھلک آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھا گیا ہے کہ:

Nothing bad will happen to the Earth in 2012. Our planet has been getting along just fine for more than 4 billion years, and credible scientists worldwide know of no threat associated with 2012.

(2012ء میں دنیا کے اندر کوئی بڑا واقعہ پیش نہیں آئے گا۔ ہمارا سیارہ چار ارب سال سے زیادہ عرصہ کے لیے بالکل فٹ فاٹ ہے۔ معتبر سائنس دان 2012ء میں پوری دنیا کو لاحق کسی بھی خطرہ کے بارہ میں کچھ نہیں جانتے۔)

یہ اقتباس اور 2012ء کے بے بنیاد خوف سے متعلق دیگر تمام تفصیلات Nasa کی سرکاری ویب سائٹ پر ملاحظہ کرنے کے لیے درج ذیل لنک پر کلک کریں:

http://www.nasa.gov/
topics/earth/features/2012.html

ایک مسلمان کا ایمان ہے کہ یہ دنیا تباہ ہونے کے لیے بنی ہے اور ایک دن تباہ ہو کر ہی رہے گی۔ ایک صاحب ایمان کے نزدیک اصل مسئلہ یہ نہیں ہے کہ اس تباہی کا مقررہ وقت معلوم کیا جائے، یہ تباہی تو کسی بھی وقت آ سکتی ہے، عین اس وقت بھی کہ جب ''ناسا'' والے بالکل مطمئن اور بے خوف بیٹھے ہوں کہ ابھی چار ارب سال تک تو اس دنیا کے تباہ ہونے کے کوئی امکانات نہیں! کیونکہ یہ تباہی ناسا والوں کی نہیں، اللہ کی اجازت اور مرضی سے آنی ہے جو بحر و بر کا بادشاہ اور بلا شرکت غیرے مالک ہے۔ اس کے ایک ہی اشارہ سے ہوائیں، پہاڑ، سمندر، ستارے، زلزلے، وبائیں، سیلاب، آفتیں اور سینکڑوں قسم کی بلائیں پلک جھپکتے میں اس دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے کر تہس نہس کر سکتی ہیں۔ ایک مسلمان کی نگاہ میں اصل مسئلہ یہ ہونا چاہیے کہ میں نے تباہی کے اس دن کے لیے کیا تیاری کی جب ماں بیٹے کو بھول جائے گی اور اولاد والدین کو۔ آسمان پھٹ پڑے گا، زمین میں خوفناک زلزلے ہوں گے، ایسی خوفناک اور ہیبت ناک آندھیاں چلیں گی کہ پہاڑ روئی کے گالے بن جائیں گے، قبریں شق ہونے لگیں گی، ستارے بکھرتے ہوئے نظر آئیں گے، سمندروں میں آگ بھڑک اٹھے گی، صورِ اسرافیل کی دہشت ناک آواز کانوں کے پردے پھاڑ رہی ہوگی اور دہشت و وحشت کے اس عالم میں چھ فٹ کے انسان کو اپنی اوقات یاد آ جائے گی۔ تب بدحواسی اور وحشت زدگی کی حالت میں اس کی آنکھیں تن جائیں گی اور وہ سوچنے پر مجبور ہو جائے گا کہ کیا اس نے آج کے دن کے لیے کوئی نیکیاں ذخیرہ کی تھیں یا لہو و لعب اور شغل و مستی میں ہی اپنی ساری زندگی برباد کر آیا ہے۔ ایک طرف شرمندگی، افسردگی اور خوف زدگی کی خوفناک تصویریں ہوں گی، جن کی کتاب ان کے بائیں ہاتھ میں پکڑائی جائے گی۔ ان کے چہرے ہیبت ناک حد تک سیاہ اور تاریک پڑ جائیں گے۔ دوسری طرف کچھ کھلکھلاتے اور مسکراتے چہرے ہوں گے، جن کے دائیں ہاتھ میں ان کا اعمال نامہ پکڑایا جائے گا۔ خوشی اور مسرت ان کے انگ انگ سے ٹپک رہی ہوگی اور لوگ ان کو رشک بھری نگاہوں سے دیکھیں گے۔ ان کا بس نہیں چل رہا ہوگا کہ کس طرح خوشی سے چھلانگیں لگائیں اور سب محشر والوں کو بتائیں کہ انہیں کتنی بڑی کامیابی کا پروانہ مل گیا ہے۔ جب نفسا نفسی کا عالم ہوگا، زمین دہکتا تو ابن جائے گی، دنیا میں گزری زندگی کے پل پل کا حساب ہوگا، شعلے اگلتی جہنم سامنے ہوگی، پل صراط بڑوں بڑوں کا پتہ پانی کر دے گی۔ میزان اعمال کے پاس عجیب مناظر ہوں گے۔ اس دن صرف وہی بچ پائے گا جسے خدا کی رحمت اپنی آغوش میں لے لے گی۔ اس رحمت کو متوجہ کرنے اور اپنا مقدر سنوارنے کا آج بہت انمول موقع اس زندگی کی صورت میں ہمارے پاس موجود ہے۔

یہ سب لفاظی نہیں، حقائق ہیں کیونکہ اس سب کی خبر ہمیں اس کائنات کے رب اعلیٰ اور اس کے سچے رسول ﷺ نے دی ہے۔ جب یہ سب منظر سامنے ہوں گے تو آنکھیں حیرت اور خوف کے مارے پھٹ جائیں گی۔ یہ جہاں تو آنی جانی چیز ہے، اس نے آج نہیں تو کل مٹ ہی جانا ہے۔ یہ جی لگانے کی جگہ نہیں، مٹ جانا اس کا مقدر ہے۔ خدا کے فیصلے نہ مایان کیلنڈر کے پابند ہیں، اور نہ ہی ناسا والوں کے انکل پچوؤں کے۔ ہمیں 21 دسمبر 2012ء سے نہیں، ہر لحہ اور ہر آن خدا کی گرفت سے اور اس موت سے ڈرنا چاہیے جو کسی بھی وقت کسی بھی حال میں ہماری آنکھوں کو بے نور کر سکتی ہے۔ 21 دسمبر سے ڈرنا انتہائی مضحکہ خیز ہے۔ فرض کیجیے کہ دنیا کی تباہی کا یہ وقت صحیح بھی ہو تو کیا ضروری ہے کہ میں 21 دسمبر تک زندہ ہوں؟ کیا یہ ممکن نہیں کہ اس سے پہلے ہی اس دنیا کو چھوڑ جاؤں؟ اور فرض کیجیے کہ اگر 21 دسمبر کو کچھ بھی غیر معمولی واقعہ پیش نہیں آتا اور یہ دن خیر و عافیت سے گزر جاتا ہے تو اس میں میرے لیے خوشی کی کیا بات ہے؟ کیا میں اس کے بعد موت کے چنگل سے بچ جاؤں گا؟ اور اگر 21 دسمبر کو سب کے ساتھ ہی مرنا میرے مقدر میں لکھا ہے تو اس میں اضافی پریشانی کی کیا بات ہے؟ مرنا تو ایک دن تھا ہی، اکیلے نہ سہی، سب کے ساتھ سہی، ہمیں ہر جہت اور ہر پہلو سے اللہ کے رنگ میں رنگ جانا چاہیے اور ہر اس چیز سے ڈرنا چاہیے جس سے اس مالک الملک نے ہمیں ڈرایا ہے۔ یہی ڈرنے کی اصل باتیں ہیں۔ باقی سب خرافات ہیں۔ ان سے ڈرنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ افسوس کہ جس امت نے دوسروں کو یہ الوہی اور ملکوتی سبق پڑھانا تھا، وہ خود غیروں کی خرافات امپورٹ کرنے میں لگی ہوئی ہے اور اپنا سبق بھول گئی ہے۔

بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ کی مقبول عام تالیف

مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق

خود پڑھیے اور دوستوں اور عزیزوں کو تحفتاً پیش کیجیے!

اشاعت خاص: 45 روپے
اشاعت عام: 25 روپے

روزہ: ایک طبی معجزہ

محبوب الحق عاجز

روزہ ارکانِ اسلام میں سے ہے۔ یہ ایک پُر مشقت عبادت ہے، جو اللہ تعالیٰ کو اس قدر پسند ہے کہ اللہ نے اِسے خاص اپنے لیے قرار دیا ہے، اور خود ہی اِس کی جزا دینے کا ذکر فرمایا ہے۔ اسلام نے عبادات کا بنیادی مقصد بندے میں تقویٰ اور خدا خوفی پیدا کرنا بتایا ہے۔ نماز، قربانی، حج سب سے مقصود یہ ہے کہ آدمی کے اندر تقویٰ پیدا ہو۔ اور وہ خدا کے سامنے حاضری اور جوابدہی کے احساس سے اللہ اور اُس کے رسول کی بتائی ہوئی منہیات سے اپنے آپ کو بچائے۔ روزہ کے بارے میں یہ بات تو اس کی فرضیت کے ساتھ ہی بتا دی کہ اُس کا حاصل تقویٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ اِس عبادت کے ذریعے تمہارے اندر پرہیزگاری کی صفت پیدا کرنا چاہتا ہے۔ روزہ سے انسان کی روح کو جو آدمی کے گناہ و نافرمانی سے کافی کمزور ہو چکی ہوتی ہے، طاقت ملتی ہے۔

نماز اور دیگر عبادات کی طرح روزہ کا بنیادی مقصد بھی تقویٰ ہے، مگر جس طرح نماز اپنے اندر طبی فوائد رکھتی ہے، اِسی طرح روزہ کے بھی انسانی صحت پر بہت مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اِس سے انسان کئی جسمانی مسائل سے نجات حاصل کرتا ہے۔ چنانچہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: ”روزہ رکھو، صحت مند ہو جاؤ گے۔“ (الترغیب والترہیب) بظاہر تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ روزے سے انسان کی صحت متاثر ہوگی، اُس کی قوت کار میں کمی آئے گی، لیکن فرمانِ رسولؐ سے واضح ہے کہ حقیقت اِس کے بالکل برعکس ہے۔ روزہ سے صحت بگڑتی نہیں، بنتی ہے۔

اسلام نے روزہ کا فریضہ عائد کر کے تقلیل غذا کا بندوبست کیا ہے۔ اگرچہ اُس نے عام حالات میں بھی بسیار خوری سے منع کیا ہے، اور اِس بات کی تعلیم دی ہے کہ آدمی صرف اُسی قدر کھائے جتنا بآسانی ہضم کر سکے، اِس لیے کہ اِس سے وہ عبادت کے لیے چاق و چوبند رہے گا۔ آپؐ کا ارشادِ گرامی ہے:

”ابن آدم نے پیٹ سے زیادہ بدترین کسی برتن کو نہیں بھرا، حالانکہ ابن آدم کے لیے تو اتنے لقمے ہی کافی ہیں جو اس کی کمر کو سیدھا رکھ سکیں اگر زیادہ کھانا ضروری ہو تو (معدہ میں) ایک تہائی کھانا ہو، ایک تہائی پانی ہو اور ایک تہائی کی جگہ سانس لینے کے لیے ہو۔“ (مسند احمد)

آپؐ کا ارشاد ہے:

”جو شخص دنیا میں زیادہ کھاتا ہے، قیامت میں اتنا ہی زیادہ بھوکا رہے گا۔“ (مشکوٰۃ)

ایک موقع پر فرمایا:

”زیادہ کھانا بے برکتی کا سبب اور بے برکتی کی علامت ہے۔“ (بیہقی)

آپؐ نے یہ بھی فرمایا:

”بہت زیادہ کھانے والے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو۔“

تقلیل غذا کی عام تعلیم کے ساتھ ساتھ اسلام نے ایک خاص مہینہ میں اہل ایمان کو اِس بات کا پابند بنایا ہے کہ صبح سے شام تک کھانے پینے سے کلی طور پر اجتناب کریں۔ صحت جسمانی اِسی کا تقاضا کرتی ہے۔ عصر حاضر کی جدید سائنس یہ کہتی ہے کہ انسانی جسم پر سال بھر میں لازماً کچھ وقت ایسا آنا چاہیے جس میں اُس کا معدہ کچھ دیر فارغ رہے، کیونکہ مسلسل کھاتے رہنے سے مختلف قسم کی رطوبتیں پیدا ہو جاتی ہیں جو بتدریج زہر میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔ روزے سے یہ رطوبتیں اور اِن سے پیدا ہونے والے کئی مہلک امراض ختم ہو جاتے ہیں اور انسان کا نظام انہضام مضبوط ہو جاتا ہے۔

نظام انہضام ایک دوسرے سے قریبی طور پر ملے ہوئے اعضا جیسے منہ، جبڑے میں لعابی غدود، زبان، گلا، معدہ، جگر، لبلبہ اور آنتوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ جیسے ہی ہم کھانا کھاتے ہیں یا اِس کا ارادہ کرتے ہیں، یہ پورا نظام متحرک ہو جاتا ہے اور ہر عضو اپنا کام شروع کر دیتا ہے۔ عام دنوں میں ہم چوبیس گھنٹے کچھ نہ کچھ کھاتے رہتے ہیں، اِس سے یہ نظام اور اِس سے جڑے ہوئے اعضا کمزور ہو جاتے ہیں۔ روزہ اِس سارے نظام کے تحرک میں وقفہ دے کر اُسے آرام پہنچاتا ہے۔ روزے سے معدہ سے نکلنے والے رطوبتیں اعتدال پر آ جاتی ہیں۔ اِس دوران تیزابیت جمع نہیں ہوتی۔ معدے کے پٹھوں اور رطوبت پیدا کرنے والے خلیوں کو آرام کا موقع ملتا ہے۔ جو لوگ روزے نہیں رکھتے کہ خالی رہنے سے معدہ کمزور ہو جائے گا، اُن کے اِس خیال کے برعکس یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ ایک صحت مند معدہ روزہ کھولنے کے بعد زیادہ کامیابی سے خوراک کو ہضم کرنے کا کام انجام دیتا ہے۔ حکیم سعید شہیدؒ ”روزہ اور صحت“ کے عنوان سے لکھتے ہیں: ”روزہ اگرچہ فاقہ نہیں ہے، لیکن کھانے پینے میں ایک وقفہ ضرور ہے۔ فاقہ انسان کی ایک طبعی اور جبلی ضرورت ہے۔ اکثر انسانوں، بلکہ حیوانوں کو بھی بعض امراض میں غذا کی طرف رغبت نہیں رہتی اور بعض مرضی کیفیتوں میں تو غذا کا تصور بھی انسان کو ناگوار ہوتا ہے۔ روزے میں کھانے پینے کا جو وقفہ ہوتا ہے، وہ جسم کو فضلات سے پاک اور خون کو صاف کرتا ہے۔ روزہ روزے دار میں حرص اور مرض سے مقابلے کی قوت پیدا کرتا ہے، اس لیے نفس کے تزکیے اور جسم کی تربیت کے لیے روزے فرض کیے گئے ہیں۔ تمام حکیم، ڈاکٹر اور سائنس دان اس بات پر متفق ہیں کہ اوقات مقررہ پر کھانا صحت کی ضمانت ہے۔ وقت مقررہ پر کھانا کھانے سے انسان کا جسمانی نظام جو تغذیہ حاصل کرتا ہے وہ بے وقت کھانے سے ممکن نہیں ہے۔“ (بحوالہ: ”شریعت اسلامیہ کے محاسن“ از شیخ عمر فاروق)

جگر نظام انہضام میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اُسے کئی اہم کام انجام دینا ہوتے ہیں جن میں سے ایک غیر ہضم شدہ خوراک اور تحلیل شدہ خوراک کے درمیان توازن قائم رکھنا ہے۔ جگر کو یا تو ہر لقمے کو سٹور میں رکھنا ہوتا ہے یا پھر خون کے ذریعے ہضم ہو کر تحلیل ہو جانے کے کام کی نگرانی کرنی ہوتی ہے۔ اس کام میں کافی توانائی خرچ ہوتی ہے۔ روزہ کی حالت میں یہ توانائی خرچ ہو جانے سے بچ جاتی ہے، جسے جگر ہیموگلوبن جو جسم کو محفوظ رکھنے والے نظام کو تقویت دیتی ہے کی پیداوار پر صرف کر سکتا ہے۔

روزہ دوران خون کے نظام پر بھی بہت مثبت اثرات مرتب کرتا ہے۔ روزہ سے دوران خون کی مقدار میں جو کمی ہوتی ہے، اِس سے دل کو آرام ملتا ہے۔ خون کی شریانوں کی کمزوری کی اہم ترین وجوہات میں سے ایک خون میں غذا کے باقی ماندہ مادے (remnants) کا پوری طرح تحلیل نہ ہونا ہے۔ روزہ کی حالت میں خاص طور پر افطار کے وقت کے نزدیک خون میں موجود غذائیت کے تمام ذرے حل ہو چکے ہوتے ہیں، اور کوئی بھی مادہ باقی نہیں بچتا۔ خون میں غذائی مادوں کے پوری طرح تحلیل ہو جانے سے شریانوں کی دیواروں پر چربی یا دیگر فاسد مادے جم نہیں پاتے اور یوں شریانیں سکڑنے سے محفوظ رہتی ہیں۔ اِس سے واضح ہو جاتا ہے کہ روزہ شریانوں کے سکڑنے اور اِس جیسی دوسری بیماریوں سے بچنے کی ایک عمدہ تدبیر ہے، جسے اختیار کر کے مؤثر نتائج حاصل کیے جاسکتے ہیں۔

روزہ کی حالت میں خون بننے کا عمل بھی تیز ہوتا ہے اور جسم کی تطہیر ہوتی ہے۔ خون ہڈیوں کے گودے میں بنتا ہے۔ جب بھی جسم کو خون کی ضرورت ہوتی ہے ایک خودکار نظام گودے کو حرکت پذیر کر دیتا ہے۔ لیکن وہ لوگ جو کمزور ہوتے ہیں اور جن کے خون میں غذائی مادے پوری طرح حل نہیں ہوتے، اُن میں خون بننے کا عمل بھی سست ہوتا ہے۔ چنانچہ اُن کے چہرے پیلے اور پژمردہ دکھائی دیتے ہیں۔ روزے کی حالت میں خون میں غذائی مادے پوری طرح حل ہو جاتے ہیں تو ہڈیوں کا گودا حرکت پذیر ہو جاتا ہے، جس سے کمزور لوگوں میں بھی زیادہ خون پیدا ہوتا ہے جو اُن کی صحت اور تندرستی کا باعث بنتا ہے۔

روزہ کے دوران اعصابی نظام کو بھی سکون ملتا ہے۔ روزہ میں ایک کمزور سے کمزور مسلمان بھی عبادت کرتا ہے۔ ذکر اذکار، تلاوت قرآن پاک اور نوافل کا اہتمام کرتا ہے۔ جس سے سکون اور اطمینان کی دولت ہاتھ آتی ہے، اور غصہ، انتقام اور کدورت کے منفی جذبات سرد پڑ جاتے ہیں۔ اللہ کے سامنے خشوع و خضوع اور اللہ کے احکام کے آگے سرِ تسلیم خم کر لینے سے روزہ دار کو پریشانی اور اعصابی دباؤ سے چھٹکارا مل جاتا ہے۔ جدید سائنس نے ہزاروں کلینیکل ٹیسٹوں سے یہ ثابت کیا ہے کہ روزہ بلڈ پریشر میں اعتدال لاتا ہے۔ اسٹریس، اعصابی و ذہنی تناؤ ختم کر کے نفسیاتی امراض سے چھٹکارا دلاتا ہے۔ مشہور ماہر نفسیات سگمنڈ فرائڈ کا کہنا ہے کہ روزہ سے دماغی اور نفسیاتی امراض کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ سقراط کے بارے میں کہیں پڑھا تھا کہ جب اُسے کسی اہم معاملے پر غور و فکر کرنا ہوتا تو وہ دس دن تک روزے رکھتا تھا۔

طبی ماہرین کا یہ بھی کہنا ہے کہ جو خواتین موٹاپے کا شکار ہیں اور اولاد کی نعمت سے محروم ہیں، اُن کے لیے روزہ وزن میں کمی کا ذریعہ بن کر اولاد ہونے کے امکانات کو بڑھا دیتا ہے۔

روزہ کولیسٹرول اور شوگر لیول میں بھی توازن لاتا ہے۔ حکیم سعیدؒ روزہ کو امراض قلب کے لیے بے حد مفید ہونے کے پہلو سے برکت قرار دیتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں: آج جدید سائنس نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ روزہ کولیسٹرول کو ضائع کر دیتا ہے۔ یہ وہی خون کا کولیسٹرول ہے کہ جو دل کی بیماریوں کا سب سے بڑا سبب ہے۔ آج کی دنیا میں اس سائنسی انکشاف کے لحاظ سے روزہ ایک برکت ہے۔ جو بات آج سائنس کو معلوم ہوئی ہے، اس کا ادراک ذات ختم الرسل ﷺ کو تھا اور ضرور تھا، اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے روزے کو جسم و روح کے لیے باعث خیر و برکت قرار دیا ہے اور مسلمانوں کو اعتدال اور میانہ روی کی تلقین فرمائی ہے۔'' (بحوالہ سابقہ)

ڈاکٹر عبدالحمید دیان اور ڈاکٹر احمد قارقز اپنے ایک مضمون "Medicine in the glorious Quran" میں روزہ کے خوشگوار طبی اثرات اور نتائج کے بارے میں لکھتے ہیں: ''روزہ انسان کی جسمانی، نفسیاتی اور جذباتی بیماریوں کے لیے مؤثر علاج ہے۔ یہ آدمی کی مستقل مزاجی کو بڑھاتا ہے۔ اس کی تربیت کرتا ہے اور اس کی پسند اور عادات کو شاندار بنانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ روزہ انسان کو طاقتور بناتا ہے اور اُس کے اچھے اعمال کو پختہ عزم بنا دیتا ہے، تاکہ وہ لڑائی اور فسادات کے کاموں، چڑچڑے پن اور جلد بازی کے کاموں سے اجتناب کر سکے۔ یہ تمام چیزیں مل کر آدمی کو ہوشمند اور صحت مند بناتی ہیں۔ علاوہ ازیں روزہ انسان کی ترقی، قوت مدافعت اور قابلیت کو بڑھانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے، تاکہ وہ مشکل حالات کا سامنا کر سکے۔ روزہ انسان کو کم کھانے کا عادی بناتا ہے اور اُس کے موٹاپے کو کنٹرول کرتا ہے، جس سے اُس کی شکل و شباہت میں نکھار پیدا ہو جاتا ہے۔ روزہ کی وجہ سے انسان کی صحت پر جو اثرات و فوائد مرتب ہوتے ہیں وہ یہیں ختم نہیں ہوتے بلکہ روزہ انسان کو بہت سی مہلک بیماریوں سے بھی محفوظ رکھتا ہے۔ جن میں اہم و قابل ذکر نظام انہضام کی بیماریاں ہیں، مثلاً جگر کی بیماریاں اور بدہضمی وغیرہ۔ علاوہ ازیں یہ موٹاپا، بلڈ پریشر، دمہ، خناق اور ان جیسی دیگر بہت سی بیماریوں کا علاج ہے۔ روزہ کی حالت میں بھوک کی وجہ سے انسان کے جسم میں خون کے خراب خلیوں کے ٹوٹنے کا عمل شروع ہو جاتا ہے اور اِن کی جگہ خون کے نئے خلیے بننے شروع ہو جاتے ہیں۔

روزہ کے طبی فوائد اِس قدر زیادہ ہیں کہ اُن پر بڑے بڑے اطباء اور طبی ماہرین حیران ہیں۔ روزہ کے اِن مثبت نتائج اور اثرات کے پیش نظر اگر اِسے طبی معجزہ قرار دیا جائے تو شاید بے جا نہ ہوگا۔

ہم آخر میں اس بات کا اعادہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ روزہ اصلاً عبادت ہے، یہ روحانی ترقی اور رضائے الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے۔ جس کا تعلق علاج و صحت کی بجائے تقویٰ سے ہے۔ یہ اس لیے فرض کیا گیا ہے کہ بندگانِ خدا میں تقویٰ اور خدا خوفی کی صفت پیدا ہو۔

روزہ' صدقہ فطر اور عید الفطر
فضائل اور مسائل

حافظ محمد زاھد

اہم مباحث

- روزہ: آفاقیت' احکام' فضائل اور آسانیاں
- روزے کے 100 مسائل
- صدقہ فطر: احکام و فضائل
- عیدالفطر: احکام و فضائل

قیمت: 100 روپے (تین کتب بمعہ ڈاک خرچ) رابطہ نمبر: 03214291904

افغانستان سے حملہ کے خدشات اور برما میں خونِ مسلم کی ارزانی

پس چہ باید کرد؟

خلافت فورم میں فکر انگیز مذاکرہ

مہمانانِ گرامی: ڈاکٹر فرید احمد پراچہ، ایوب بیگ مرزا — میزبان: وسیم احمد

سوال: MQM کی جانب سے افغانستان کے پاکستان پر حملے کے خدشات میں کیا کوئی حقیقت ہے یا یہ کسی نئے کھیل کی پیش بندی ہے؟

فرید احمد پراچہ: امریکہ کی جانب سے خدشات تو اب اتنے واضح ہو چکے ہیں کہ اب چاہے MQM کچھ کہے یا نہ کہے امریکا کی ایٹمی پاکستان اور تمام عالم اسلام کے خلاف سازشیں کھل کر سامنے آ چکی ہیں۔ انھی خدشات اور خطرات کو مدنظر رکھتے ہوئے جماعت اسلامی نیٹو سپلائی کی بحالی کی شدید مخالفت جاری رکھے ہوئے ہے۔ حیران کن بات یہ ہے کہ MQM آج کل امریکہ کے خلاف اتنے واضح انداز میں کھل کر بات کر رہی ہے، حالانکہ اس سے قبل کبھی ہمیں اُس کی جانب سے اس انداز میں امریکی مخالفت دیکھنے کو نہیں ملی۔ لیکن اس سے ایک پہلو یہ بھی نکلتا ہے کہ جب کبھی دُنیا میں امریکی عزائم کی بات شروع ہوتی ہے تو دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ اُس وقت امریکہ میں کوئی فلم یا ناول امریکی عزائم کے مطابق مشہور ہوتا ہے۔ جس میں دکھائے جانے والے مناظر بعد میں ہونے والے اقدامات کی ہو بہو عکاسی کرتے ہیں۔ MQM چونکہ شروع سے "پرو امریکن" رہی ہے، لہٰذا میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس طرح کے اقدامات کا مقصد درحقیقت ملک میں خوف و ہراس پیدا کرنا ہو سکتا ہے۔ لیکن میں یہ بات واضح کر دوں کہ امریکہ ہم پر حملہ کی کبھی جرات نہیں کر سکے گا ان شاء اللہ۔ یہ بات میں جذبات کی رُو میں بہہ کر نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ حقائق کی روشنی میں عرض کر رہا ہوں۔ وہ امریکہ جو 11 سال سے افغانستان میں اتنی خوفناک بمباری کرنے کے باوجود افغانیوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکا ہے، پاکستان کا بھی کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ امریکہ افغانستان میں خود اپنے پھیلائے ہوئے جال میں پھنس چکا ہے۔

سوال: MQM جن خدشات کا ذکر کر رہی ہے، اور اس حوالے سے فرید پراچہ صاحب جو کچھ فرما رہے ہیں کیا آپ اُس کی تائید کریں گے؟

ایوب بیگ مرزا: میں یقیناً فرید احمد پراچہ صاحب کی اس بات کی مکمل تائید کروں گا کہ MQM نے ماضی میں ہمیشہ امریکہ نوازی کا ثبوت دیا ہے لیکن تعجب کی بات یہ ہے کہ اب وہی MQM امریکہ کے خلاف اپنے خدشات ظاہر کر رہی ہے۔ لیکن جہاں تک پاکستان پر امریکی حملے کا سوال ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ امریکہ کبھی بھی افغانستان میں اپنی 1 لاکھ فوج کی موجودگی میں پاکستان پر حملہ نہیں کرے گا۔ البتہ 2014ء میں افغانستان سے انخلاء کے بعد اگر امریکہ کوئی ایڈونچر کرے تو کچھ کہا نہیں جا سکتا ہے۔ میرے خیال میں یہ "گیم" بھی ہو سکتی ہے۔ پاکستان میں الیکشن سر پر ہیں۔ لہٰذا اس طرح کا خوف پیدا کر کے الیکشن آئندہ سال تک کے لیے ملتوی بھی کروائے جا سکتے ہیں۔

سوال: آج کل شمالی علاقوں پر ڈرون حملوں کی بھرمار ہے جبکہ نیٹو سپلائی کی حکومتی اجازت کے باوجود معاملہ کھٹائی میں پڑا ہوا نظر آتا ہے۔

ایوب بیگ مرزا: نیٹو سپلائی کی بحالی کے حوالے سے میری اپنی ایک منفرد سی رائے ہے جو غلط بھی ہو سکتی ہے۔ میرا خیال ہے کہ پاکستان میں جس طرح نیٹو سپلائی کی بحالی کے حوالے سے قوم تقریباً دو حصوں میں تقسیم ہے کہ عوام کا ایک کثیر طبقہ (جس میں مذہبی جماعتیں قابل ذکر ہیں) نیٹو سپلائی کی بندش کے حق میں ہے، جبکہ ایک قلیل طبقہ نیٹو سپلائی کے حق میں ہے، اسی طرح کی صورت حال امریکہ میں وائٹ ہاؤس اور پینٹا گون کے درمیان بھی درپیش ہے۔ وائٹ ہاؤس یہ چاہتا ہے کہ پاکستان میں نیٹو سپلائی بحالی کے نتیجے میں پاک امریکہ تعلقات بہتر ہوں۔ پھر ان تعلقات کی آڑ میں ہم پاکستان کے خلاف کارروائیاں کریں۔ جبکہ پینٹا گون یہ چاہتا ہے کہ پاکستان نیٹو سپلائی بحال نہ کرے، تاکہ نیٹو سپلائی کی بندش کی آڑ میں پینٹا گون جلد از جلد پاکستان پر حملہ کر سکے۔ کیونکہ پاکستان ایک ایٹمی اسلامی ملک ہے جو بھارت اور اسرائیل کے لیے بہت بڑا خطرہ ہے۔ آپ دیکھیں کہ پاک امریکہ تعلقات جب بھی بہتر ہوئے ہیں ڈرون حملے تیز ہو جاتے ہیں کیونکہ ڈرون حملوں کا تعلق براہِ راست پینٹا گون سے ہے وائٹ ہاؤس سے نہیں ہے۔ وہاں بھی Hawks اور Doves موجود ہیں۔

سوال: کیمرون منٹر نے پاکستان چھوڑنے سے قبل ایک نجی ٹی وی کو انٹرویو دیتے ہوئے افغانستان سے امریکہ کے انخلا پر واضح بات نہیں کی۔ آپ کے خیال میں امریکہ بھی افغانستان سے مکمل طور پر اپنے آپریشن ختم کر دے گا؟

فرید احمد پراچہ: کیمرون منٹر کے حوالے سے میں یہ کہوں گا کہ اب امریکہ کے لیے افغانستان میں ٹھہرنا انتہائی مشکل ہو چکا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ افغان آرمی کی آڑ میں امریکہ کے پائلٹ اور انسٹرکٹر افغانستان میں موجود رہیں، جو بظاہر تو افغان آرمی ہو لیکن درحقیقت وہ امریکن آرمی ہو۔ لیکن میں آپ کو یہ بتاتا چلوں کہ اس طرح کے اقدامات سے امریکہ کو کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا۔ امریکہ اور نیٹو افواج کے افغانستان سے انخلاء کے بعد کرزئی حکومت مکمل طور پر مفلوج ہو کر رہ جائے گی۔ لہٰذا امریکہ اور اوباما کا یہ خواب کہ وہ اپنے جانے کے بعد کرزئی حکومت اور بھارت کو افغانستان میں مضبوط کریں گے، ان شاء اللہ خواب و خیال ہی رہے گا۔ امریکہ اور بھارت دونوں کو افغانستان میں منہ کی کھانی پڑے گی، کیونکہ افغانیوں میں جو مسلمان ہونے کا احساس ہے وہ کسی صورت بھی بھارت اور امریکہ کو افغانستان میں کامیاب نہیں ہونے دے گا۔

سوال: افغان جنگ کے آغاز پر اس وقت کے امریکی صدر بش جونیئر نے "کروسیڈ" کا لفظ استعمال کیا تھا۔ کیا عیسائی دنیا متحد ہو کر منتشر عالم اسلام پر حملہ آور نہیں ہو رہی؟

ایوب بیگ مرزا: عالم اسلام پر عیسائی دنیا کے حملے کے حوالے سے میں یہ عرض کروں گا کہ اپنی اس تباہی کے امریکہ اور بش سے بڑھ کر ہم خود ذمہ دار ہیں۔ کیونکہ ہم مسلمان غلام ابن غلام کے مصداق بن چکے ہیں۔ ساری دنیا جانتی ہے کہ عالم اسلام کے خلاف امریکہ کو استعمال کرنے والے صیہونی نیٹ ورک کے وہ لوگ ہیں جو اس وقت عالمی معیشت کے ٹھیکے دار بنے ہوئے ہیں۔ اس وقت 250 صیہونی کمپنیاں عالمی معیشت کو کنٹرول کر رہی ہیں۔ وہی کمپنیاں ہماری حکومتوں کو حکم دیتی ہیں، جس پر ہمارے حکمران فوراً عمل درآمد کرتے ہیں۔ آپ دیکھیں، دوسری جنگ عظیم میں عیسائی دنیا میں برطانیہ بظاہر دنیا پر کنٹرول کر رہا تھا لیکن اُس کے پس پردہ حقیقت میں یہودی امریکہ اور برطانیہ کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کر رہے تھے۔

جس کے بعد یہودی برطانیہ سے اپنی مرکزی طاقت کو امریکہ لے گئے۔اس وقت پھر اُسی مرکزی طاقت کا جھگڑا ہے۔اب اسرائیل یہ چاہتا ہے کہ اس مرکزی طاقت کو واشنگٹن سے تل ابیب منتقل کیا جائے۔ یہی اصل صیہونی منصوبہ ہے اور ہمارے مسلمان حکمران جو امریکہ کے غلام ہیں اسی ایجنڈے پر عمل پیرا ہیں۔ دعا کریں کہ عالم اسلام کے عوام کو اللہ تعالیٰ یہ حوصلہ اور ہمت عطا کرے کہ وہ ان امریکی اور یہودی ایجنٹوں کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوں اور حالات کا رُخ بدلیں اور کوئی ایسی بین الاقوامی اسلامی تحریک اُٹھے جو ان ''صیہونی پروٹوکولز'' کو نیست و نابود کردے۔

سوال : ابھی عیسائی دنیا کے مسلمانوں پر اجتماعی حملے کی بات ہوئی ہے۔ برما کے مسلمانوں پر جاری وحشیانہ تشدد کے بارے میں بتائیں کہ امریکہ اور UNO کی پُراسرار اور مجرمانہ خاموشی اسی کا حصہ تو نہیں۔

فرید احمد پراچہ : یہ انتہائی دردناک بات ہے کہ روس، امریکہ اور یہود جو کہ طاقت کے مراکز کہلائے جاتے ہیں ان کے مقابلے میں بدھ مذہب کو ماننے والے اور انسانیت کی بھلائی کی باتوں کے علاوہ حشرات الارض کے حقوق بتانے والے یہ لوگ بھی بہت برے طریقہ سے بے نقاب ہوئے ہیں کہ یہ لوگ درحقیقت وحشی اور درندے ہیں۔ انھوں نے مسلمانوں کو ایک چراگاہ سمجھا ہوا ہے کہ جب چاہیں اور جیسے چاہیں انھیں ہلاک کرتے پھریں۔ برما کے صوبے اراکان کے مسلمان برما کی حکومت آنے سے پہلے ان علاقوں میں 350 سال تک حکمران رہے ہیں۔ اب بدھا کو ماننے والوں نے 1965ء سے مسلمانوں کا قتل عام شروع کر رکھا ہے اور اس سارے عمل میں سب سے بدصورت چہرہ امریکہ اور UNO کا کھل کر سامنے آیا ہے۔ امریکہ اور اُس کے ماتحت عالمی میڈیا نے اس سارے واقعہ پر انتہائی شرمناک خاموشی اختیار کر رکھی ہے۔ آپ دیکھیں، کسی مسلمان ملک میں کسی عورت پر کوڑے مارنے کا جھوٹا ڈراما رچایا جائے تو اس پر انسانی حقوق کی تنظیمیں اور میڈیا گروپ پوری دُنیا میں ایسا پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ جیسے ایٹمی دھماکے سے بڑھ کر کوئی کام ہو گیا ہے، لیکن برما میں کھلم کھلا مسلمانوں کا قتل عام کیا جا رہا ہے، بستیوں کی بستیاں جلائی جا رہی ہیں، مگر اُس پر تمام عالمی تنظیمیں خاموش تماشائی بنی بیٹھی ہیں۔ کسی غیر کا تو کیا رونا، خود مسلمان ممالک نے برما کے مسلمانوں کے لیے ابھی تک کچھ نہیں کیا ہے۔ برما سے جلاوطن ہونے والے مسلمان جب بنگلہ دیش کی جانب آئے تو بنگلہ دیش کی بارڈر سیکیورٹی فورس نے ان مظلوم مسلمانوں کو سمندر برد کردیا۔ اسی طرح OIC جو بین الاقوامی اسلامی تنظیم ہے، اس وقت ایک برائے نام مجبور اور بے بس تنظیم بن کر رہ گئی ہے۔ اگرچہ شاہ عبداللہ نے بین الاقوامی کانفرنس بلوائی ہے، مگر میں یہ سمجھتا ہوں کہ برما کے حوالے سے پاکستان کو اہم کردار ادا کرنا چاہیے۔

سوال : ہمارے عوام اور حکومت پاکستان کو برما کے مسلمانوں کی کیسے مدد کرنی چاہیے؟

فرید احمد پراچہ : عوام اور حکومت پاکستان کے علاوہ آپ پاکستانی میڈیا کو بھی اس رول میں شامل کیجیے۔ پاکستانی میڈیا نے اس سلسلے میں انتہائی شرمناک کردار ادا کیا ہے۔ اگر کوئی بھارتی اداکار مر جائے تو ہمارے میڈیا کے پاس اُس کی موت کی خبر دینے، اُس کی فلمیں اور گانے دکھانے اور اُس کی ارتھی جلنے کی کوریج کرنے کا بڑا وقت ہوتا ہے۔ مگر ان لوگوں کے پاس برما کے مسلمانوں کے لیے وقت نہیں ہے۔ آپ دیکھیں، چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں کو نہایت بے دردی کے ساتھ نہ صرف قتل کیا گیا بلکہ کئی جگہوں پر تو بچوں، مردوں، بوڑھوں، عورتوں وغیرہ کی لاشیں جلا دی گئی۔ یہ تمام مناظر سوشل میڈیا پر موجود ہیں۔ میڈیا کے علاوہ ہماری حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ پارلیمانی وفد تشکیل دے، جس میں سینٹ اور قومی اسمبلی کے ممبران کے علاوہ علماء کرام بھی شامل ہوں۔ یہ Fact finding mission برما جا کر ساری صورتِ حال کا جائزہ لے، تاکہ برما کے مسلمانوں کو بھی یہ تسلی ہو کہ انھیں کوئی پوچھنے آیا ہے۔ اسی طرح عالم عرب خصوصاً ترکی، مصر اور سعودی عرب اس میں اہم کردار ادا کریں۔ اسی طرح ہماری حکومت برما کے سفیر کو بلا کر اپنا شدید احتجاج ریکارڈ کروائے۔ عوامی سطح پر علمائے کرام کو اس سانحے کا سخت اور فوری نوٹس لینا چاہیے اور ہمیں آنے والی عیدالفطر کے موقع پر برما کے مسلمانوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کے سلسلے میں اُن کی مالی معاونت کرنی چاہیے اور دیگر مذہبی این جی اوز بھی فوراً مدد کو برما پہنچیں۔ جلسے جلوس نکالے جائیں، جس میں لوگوں کی کثیر تعداد برما کے مسلمانوں سے یکجہتی کا اظہار کرے۔

سوال : حکومت اور عدلیہ میں جاری تناؤ ختم کرنے کے لیے کیا فوری انتخابات کا اعلان ملکی مسائل کا حل ہے۔ کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ ملک میں جلد انتخابات کے انعقاد سے بھنور میں پھنسی ہوئی پاکستان کی کشتی ساحلِ مراد سے ہمکنار ہو جائے گی؟

ایوب بیگ مرزا : حکومت کو چاہیے کہ ایک کیئر ٹیکر سیٹ اپ بنا کر ملک میں فوری انتخابات کروائے۔ انتخابات کروانے سے یقیناً فائدہ ہوگا، کیونکہ لوگوں نے محسوس کیا ہے کہ گزشتہ پانچ سالوں میں حکومت نے انھیں لوڈ شیڈنگ، مہنگائی اور بے روزگاری کے سوا کچھ نہیں دیا۔ حکومتی اراکین نے اس سارے عرصے کے دوران اپنی جیبیں بھرنے کے علاوہ کچھ نہیں کیا۔ حکمرانوں کو ملک کے اقتصادی حالات کو بہتر بنانا چاہیے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ تمام اقدامات عارضی ثابت ہوں گے، کیونکہ پاکستان کا مسئلہ دوسرا ہے۔ کیونکہ ہمیں بچپن سے ہی یہ بتایا گیا کہ ''پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ'' ہے اور یہ ملک ایک اسلامی فلاحی ریاست بنانے کے لیے ہی بنا تھا۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی حکمت و مشیت کار فرما ہے کہ یہ ملک 27 ویں رمضان کو بنا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے حکمرانوں کو نیکی کی توفیق دے، ملک میں اسلامی قوانین کا نفاذ ہو، تاکہ لوگوں کو پتا چلے کہ سرمایہ دارانہ اور سوشلسٹ نظام جو انسانوں کے بنائے ہوئے ہیں انسانیت کا بھلا نہیں کر سکتے۔ جب ملک میں اللہ کا نظام آئے گا تو پھر ہی پاکستان ایک مستحکم اور مضبوط اسلامی ریاست بنے گا۔ پھر یہ کہنا نہیں پڑے گا کہ برما کے مسلمانوں کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ اور یہ تبھی ممکن ہے جب اس ملک میں اسلامی انقلاب آئے گا مگر یہ جان لیجیے کہ اس ملک کا مقدر کسی جمہوری نظام سے نہیں بدلا جا سکے گا۔

(مرتب: وسیم احمد/محمد بدر الرحمٰن)

معمار پاکستان نے کہا

''مغرب کے معاشی نظام نے انسانیت کے لیے لاینحل مسائل پیدا کر دیے ہیں۔ اور اکثر لوگوں کی رائے یہ ہے کہ مغرب کو اس تباہی سے کوئی معجزہ ہی بچا سکتا ہے جو مغرب کی وجہ سے دنیا کے سر پر منڈلا رہی ہے...... اگر ہم نے مغرب کا معاشی نظریہ اور نظام اختیار کیا تو عوام کی پرسکون خوشحالی حاصل کرنے کے لیے اپنے نصب العین میں ہمیں کوئی مدد نہ ملے گی۔ ہمیں دنیا کے سامنے ایک مثالی معاشی نظام پیش کرنا ہے جو انسانی مساوات اور معاشرتی انصاف کے سچے اسلامی تصورات پر قائم ہو۔'' (15 جولائی 1948ء سٹیٹ بنک آف پاکستان کے افتتاح پر خطاب)

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

فرقان دانش

قریش کے ایک دولت مند سردار حکیم ابن حزام بن خویلد نے "عکاظ" کے میلے (بازار) سے چند غلام خریدے۔ ان کی پھوپھی خدیجہ بنت خویلد ملنے آئیں تو اس نے پیشکش کی کہ آپ ان میں سے جس غلام کو چاہیں پسند کر کے اپنے ساتھ لے جائیں۔ میں اسے آپ کی خدمت میں ہدیہ کرتا ہوں۔ انہوں نے ایک ایک کر کے تمام غلاموں کے چہروں کو غور سے دیکھا اور ان کی نگاہیں ایک کم سن بچے پر پڑیں جس کی عمر آٹھ برس کے لگ بھگ تھی۔ بچے کی ذہانت اور سنجیدگی چہرے سے عیاں تھیں۔ وہ انہیں اپنے گھر لے آئیں۔ اس بچے کا نام زید بن حارثہ تھا۔ زید کی غلامی میں آنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ اور ان کی والدہ سعدیٰ بنت ثعلبہ ایک قافلہ کے ہمراہ اپنے والدین کے قبیلہ کی طرف جا رہی تھیں۔ راستے میں ڈاکوؤں نے ساز و سامان لوٹ لیا اور بچوں کو غلام بنا لیا۔ زید کو عکاظ کے بازار میں بیچنے کے لئے لائے، جہاں حکیم ابن حزام نے دوسرے غلاموں کے ساتھ انہیں بھی خرید لیا اور بعد ازاں اپنی پھوپھی خدیجہ بنت خویلد کو ہدیہ کر دیا۔

اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد حضرت خدیجہ اور حضرت محمد ﷺ رشتۂ ازدواج میں منسلک ہو گئے۔ حضرت خدیجہ نے اپنے عزیز غلام زید بن حارثہ کو بطور تحفہ آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ یہ بچہ رسول اللہ ﷺ کی سرپرستی میں رہنے لگا۔ ادھر اس کی ستم رسیدہ ماں اس کے صدمے سے نڈھال تھی۔ اسے یہ بھی معلوم نہ تھا کہ اس کا لخت جگر زندہ ہے یا مر چکا ہے۔ اس کا باپ ملک کے کونے کونے میں ڈھونڈتا پھرتا تھا۔ اس کے اضطراب کی کیفیت اشعار کی صورت میں جس کے کان پڑتی وہ دہل جاتا۔ حارثہ نے اپنے بیٹے کی جدائی کے غم کو اشعار کی صورت میں یوں بیان کیا۔ اس سلسلے کے چند اشعار یوں ہیں:

بَكَيْتُ عَلَى زَيْدٍ وَلَمْ أَدْرِ مَا فَعَلْ
أَحَيٌّ فَيُرْجَى أَمْ أَتَى دُونَهُ الْأَجَلْ
فَوَاللهِ مَا أَدْرِي وَإِنْ كُنْتُ سَائِلًا
أَغَالَكَ سَهْلُ الْأَرْضِ أَمْ غَالَكَ الْجَبَلْ
تُذَكِّرُنِيهِ الشَّمْسُ عِنْدَ طُلُوعِهَا
وَتَعْرِضُ ذِكْرَاهُ إِذَا غَرْبُهَا أَفَلْ
سَأُعْمِلُ نَصَّ الْعِيسِ فِي الْأَرْضِ جَاهِدًا
وَلَا أَسْأَمُ التَّطْوَافَ أَوْ تَسْأَمُ الْإِبِلْ
حَيَاتِيَ أَوْ تَأْتِي عَلَيَّ مَنِيَّتِي
وَكُلُّ امْرِءٍ فَانٍ وَإِنْ غَرَّهُ الْأَمَلْ

"میں زید کے غم میں گریہ و زاری کر رہا ہوں اور مجھے نہیں معلوم کہ وہ کس حال میں ہے۔ آیا وہ زندہ ہے کہ اس کے ملنے کی امید ہو یا اس کی موت اس کی راہ میں حائل ہو گئی۔ واللہ مجھے اس کے متعلق کچھ نہیں معلوم۔ میں حیران و سرگرداں پوچھتا پھر رہا ہوں کہ میرے پیچھے تجھے میدان نے چرا لیا یا پہاڑ نے اُچک لیا۔ سورج اپنے طلوع ہونے کے ساتھ تیری یاد دلاتا ہے اور ڈوبتے ہوئے بھی تیری یاد تازہ کر جاتا ہے۔ میں اپنے اونٹ کو اسی طرح تیزی سے بھگا کر تجھے زمین میں تلاش کرتا رہوں گا، اور جیتے جی تیری تلاش سے باز نہ آؤں گا، اِلّا یہ کہ میرا اونٹ تھک کر نڈھال ہو جائے یا مجھے موت آ جائے۔ کیونکہ ہر شخص فانی ہے چاہے اُمید اُسے مبتلائے فریب رکھے۔"

ایک بار زید بن حارثہ کے قبیلے کے کچھ لوگ زیارت بیت اللہ کے ارادے سے مکہ آئے۔ طواف کے دوران اچانک زید سے ان کا سامنا ہو گیا۔ انہوں نے زید کو اور زید نے انہیں پہچان لیا۔ ان لوگوں نے واپس جا کر حارثہ کو خبر دی۔ حارثہ اپنے بیٹے کی خبر سنتے ہی اپنے بھائی کعب کے ہمراہ وافر مقدار میں مال لے کر روانہ ہوئے، تاکہ اپنے بیٹے کو فدیہ دے کر واپس لا سکیں۔ وہ دونوں تیز رفتاری سے سفر کرتے ہوئے مکہ پہنچے اور سیدھے محمد رسول اللہ ﷺ کے گھر پہنچے اور شرف ملاقات پر گویا ہوئے! "اے ابن عبدالمطلب، آپ لوگوں کو اللہ کے ہمسایہ ہونے کا شرف حاصل ہے، آپ کا خاندان قیدیوں کی رہائی، بھوکوں کو کھانا کھلانے اور مظلوموں کی دادرسی میں پیش پیش رہتا ہے۔ ہم آپ کی خدمت میں اپنے بیٹے زید کی واپسی کے لیے حاضر ہوئے ہیں۔ اس حوالے سے اتنا مال لائے ہیں جو اس کے فدیہ کے لیے کافی ہوگا۔ آپ ہم پر احسان فرماتے ہوئے اسے فدیہ لے کر چھوڑ دیں۔"

نبی اکرم ﷺ نے زیدؓ کو بلوایا اور تجویز رکھی کہ تم اسے اختیار دے دو کہ وہ میرے اور تمہارے درمیان جس کو چاہے منتخب کر لے۔ اگر وہ تمہارے ساتھ جانا چاہے تو بغیر فدیہ اپنے ساتھ لے جا سکتے ہو، لیکن اگر وہ میرے پاس رہنا پسند کرے تو میں اس کی مرضی کے خلاف کچھ نہ کروں گا۔

زیدؓ کے والد حارثہ نے اس تجویز سے اتفاق کیا اب نبی اکرم ﷺ نے زید سے پوچھا، کیا تم ان دونوں کو پہچانتے ہو؟ زید نے جواب دیا ہاں یہ میرے والد حارثہ ابن شراحیل ہیں اور یہ میرے چچا کعب ہیں۔"

جب رسول اکرم ﷺ نے زیدؓ کو اختیار دیا کہ اگر وہ ان کے ساتھ جانا چاہیں تو جا سکتے ہیں تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے جانے سے انکار کر دیا۔ چچا اور والد نے خوب دباؤ ڈالا، لیکن زید رضی اللہ عنہ اپنے فیصلے پر قائم رہے کہ وہ ہر حال میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں۔ حضور ﷺ نے جب اپنے ساتھ زید رضی اللہ عنہ کی اس محبت کو دیکھا تو اسی وقت ان کا ہاتھ پکڑ کر بیت الحرام پہنچے اور قریش کے مجمع میں کھڑے ہو کر اعلان کیا:

"اے قریش گواہ رہنا آج سے زید میرا بیٹا ہے، یہ میرا وارث ہوگا۔"

یہ دیکھا تو زیدؓ کے باپ اور چچا مطمئن ہو گئے

اور وہ انہیں حضور ﷺ کے پاس چھوڑ کر اپنے قبیلے کی طرف واپس لوٹ گئے۔ اس روز سے زید بن حارثہ کو زید بن محمد ﷺ کے نام سے پہچانا جانے لگا۔ جب نبی اکرم ﷺ نے منصب رسالت کا اعلان فرمایا اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سورۃ احزاب میں نازل ہوا کہ ''منہ بولے بیٹوں کو ان کے باپوں کی نسبت سے پکارو'' تو حضرت زید ؓ کو دوبارہ زید بن حارثہ ؓ کہا جانے لگا۔

حضرت زید ؓ کو آپؐ پر سب سے پہلے ایمان لانے کی سعادت بھی حاصل ہے۔ حضرت زید ؓ رسول اللہ ﷺ کے راز دار تھے۔ آپؐ ان کو سفارتی وفود اور فوجی دستوں کی قیادت پر متعین فرماتے اور اپنی عدم موجودگی میں مدینہ پر اپنا قائم مقام فرماتے تھے۔ آپؐ کا ان سے محبت کا یہ حال تھا کہ جب وہ کسی مہم پر گئے ہوتے تو آپؐ ان کے لیے مشتاق اور بے قرار رہتے۔ جب وہ واپس آتے تو بہت خوش ہوتے اور مسرت وشادمانی کا اظہار فرماتے۔ اس لگاؤ کے باعث تمام مسلمان حضرت زید ؓ کو ''حِبّ رسول اللہ'' (رسول اللہؐ کی محبت) کہہ کر بلاتے۔

8 ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت حارث بن عمیر ازدی کو ایک دعوتی خط دے کر بصرہ کے حکمران کے پاس بھیجا۔ راستے میں مشرقی اردن کے مقام ''موتہ'' پر ایک غسانی حاکم شرجیل بن عمرو نے ان کو گرفتار کر کے شہید کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کو ان کے قتل کا بے حد صدمہ ہوا۔ آپؐ نے جنگ موتہ کے لیے تین ہزار مجاہدین پر مشتمل ایک فوج تیار کر کے بھیجی۔ لشکر کی قیادت حضرت زید بن حارثہ ؓ کے سپرد کی اور ہدایت فرمائی کہ اگر زید ؓ شہید ہو جائیں تو فوج کی قیادت جعفر ابن ابی طالب ؓ کریں گے۔ اگر وہ بھی جام شہادت نوش کر لیں تو لشکر کی کمان عبد اللہ بن رواحہ ؓ سنبھالیں۔ ان کے بعد مسلمان جسے چاہیں اپنا امیر مقرر کر لیں۔ اس لشکر میں حضرت زید ؓ کے بیٹے اسامہ ؓ بھی ساتھ تھے۔

مجاہدین اسلام کا یہ لشکر مدینہ سے چل کر مشرقی اردن کے علاقے ''معان'' میں خیمہ زن ہوا۔ شاہ روم ہرقل نے غسانیوں کی مدد کے لیے ایک لاکھ کی فوج بھیج دی۔ موتہ کے میدان میں جب دونوں فوجوں کے درمیان معرکہ آرائی ہوئی تو مسلمان تعداد میں کم ہونے کے باوجود ایسی بے جگری سے لڑے کہ رومی ان کی شجاعت وہمت دیکھ کر دنگ رہ گئے، اور ان کے دلوں میں تین ہزار مجاہدین کا رعب ودبدبہ قائم ہو گیا۔

حضرت زید ؓ کے ہاتھ میں پرچم تھا۔ آپؓ ایسی پامردی اور ثابت قدمی سے لڑے کہ جس کی نظیر تلاش کرنے سے بھی نہیں مل سکتی۔ جب سینکڑوں نیزوں نے ان کے جسم کو چھلنی کر دیا تو آپؓ زمین پر گر گئے۔ اسی وقت حضرت جعفر بن ابی طالب ؓ نے لپک کر جھنڈا اپنے ہاتھ میں لے لیا، حضرت جعفر ؓ بھی غیر معمولی شجاعت اور جواں مردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ اب حضرت عبد اللہ بن رواحہ ؓ نے آگے بڑھ کر جھنڈا تھام لیا۔ وہ بھی دشمنوں سے لڑتے ہوئے اپنے دونوں پیش رووں سے جا ملے۔ ان کے بعد مسلمانوں نے حضرت خالد بن ولید ؓ کو اپنا امیر بنا لیا۔ وہ فوج کو لے کر پیچھے ہٹ آئے اور اسے مکمل تباہی سے بچا لیا۔

رسول اللہ ﷺ کو جب تینوں سالاروں کی شہادت کی خبر ملی تو آپؐ کو بے حد صدمہ ہوا۔ آپؐ خود ان کے اہل وعیال کے پاس تعزیت کے لیے تشریف لے گئے۔ جب حضرت زید بن حارثہ ؓ کے گھر تشریف لے گئے تو ان کی چھوٹی بچی روتی ہوئی آپؐ کی گود میں آ گئی۔ اسے روتے دیکھ کر آپؐ بھی رونے لگے۔ حضرت سعد بن عبادہ ؓ بولے ''یہ کیا ہے اللہ کے رسولؐ''، نبی اکرم ﷺ نے جواب دیا: ''یہ حبیب کا اپنے حبیب پر رونا ہے۔''

☆☆☆

جدید ڈیجیٹل قرآن پین

قرآنِ مجید پڑھیں اور سنیں **ایک ساتھ**

خصوصیات:
- مشہور قرّاء کی آواز میں تلاوت
- متعدد زبانوں میں قرآنِ حکیم کا ترجمہ
- ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی اپنی زبان میں، تفسیر بیان القرآن (مکمل)
- کسی بھی لفظ، آیت یا سورۃ کی تلاوت قرآن پین کے ذریعہ چھو کر سنیں
- آیت بہ آیت تلاوت کے ساتھ ترجمہ سننے کی سہولت
- ناظرہ قرآن سیکھنے کے لیے نورانی قاعدہ
- مسنون اذکار و دُعائیں
- مختلف زبانوں سے عربی بول چال سیکھنے کے لیے ڈکشنری
- حفظ کے لیے مفید ترین ذریعہ
- اپنی آواز ریکارڈ کرنے کی سہولت

ہدیہ
Rs.4000

فری ہوم ڈیلیوری
(صرف کراچی کے لیے)

ملنے کا پتہ: قرآن اکیڈمی، خیابانِ راحت، درخشاں، اسٹریٹ 34، فیز 6، ڈیفنس، کراچی۔ فون: 24-35340022 (021)

گھر بیٹھے آن لائن خریداری کے لیے: store.QuranAcademy.com (یہ پیشکش صرف کراچی کے لیے ہے)

تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

تنظیم اسلامی بہاولنگر کے زیر اہتمام 25 روزہ فہم دین کورس

تنظیم اسلامی بہاولنگر کے زیر اہتمام 29 مئی تا 23 جون گورنمنٹ کالج آف کامرس بہاولنگر میں 25 روزہ فہم دین کورس منعقد کیا گیا۔ جس میں سورۃ البقرہ، منتخب احادیث اور اہم دینی موضوعات پر لیکچر ہوئے۔ سورۃ البقرہ محمد منیر احمد نے تفصیلاً پڑھائی۔ چونکہ کلاس ہر روز بعد نمازِ فجر ہوتی تھی، اس لئے منیر احمد صاحب رات پچھلے پہر ہارون آباد سے روزانہ 50 کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے نماز فجر مرکز تنظیم اسلامی بہاولنگر میں ادا کرنے کے بعد وقت مقررہ پر گورنمنٹ کالج آف کامرس پہنچ جاتے۔ روزانہ تلاوت کی ذمہ داری حافظ محمد مظہر ادا کرتے رہے اور منتخب احادیث کا بیان محمود اسلم کے ذمہ تھا۔ اس پروگرام نے الحمدللہ بہاولنگر کا سارا نظم متحرک کر دیا۔ پروگرام کے آغاز سے پہلے ہی وقفے وقفے سے رفقاء کی مشاورت، دعوت کا طریقہ کار، احباب کی فہرستوں اور انفرادی دعوت کے حوالے سے تجاویز پر غور وفکر ہوتا رہا اور ساتھ ساتھ نصرت الٰہی کو شامل حال رکھنے کے لئے دعاؤں کا اہتمام کیا جاتا رہا۔

الحمد للہ تقریباً 80 مرد اور 35 خواتین مستقل طور پر پروگرام میں شریک رہیں۔ کورس کے دوران میں روزانہ شرکاء کی تواضع چائے بسکٹ کے ساتھ کی جاتی رہی۔ ناظم کورس محمد طیب اکرم کی زیر سرکردگی تمام رفقاء نے نہایت جانفشانی سے کام کیا۔ پروگرام کے انعقاد کے ضمن میں گورنمنٹ کالج آف کامرس کے پرنسپل خان محمد بھٹی نے بھی انتہائی فراخدلی کا مظاہرہ کیا اور ہر ممکن تعاون کیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اجر عظیم سے نوازے۔ پروگرام کے اختتام پر 20 مرد اور 5 خواتین نے بیعت فارم پُر کر کے تنظیم میں شمولیت اختیار کی۔ اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات پر اپنی رحمت کا نزول فرمائے اور ان میں استقامت پیدا فرمائے۔ پروگرام میں تقریباً ہر مکتبہ فکر کے لوگوں نے شرکت فرمائی۔ (مرتب: عدنان شاہد)

تنظیم اسلامی ماموند کی دعوتی سرگرمیاں

ماموند کا علاقہ موسم کے لحاظ سے خوشگوار، مگر سیکیورٹی کی صورتحال اور امن وامان کے حوالے سے سب سے زیادہ متاثرہ علاقہ ہے۔ اس کے باوجود تنظیم اسلامی ماموند کے رفقاء یہاں دعوت دین کے چراغ جلائے ہوئے ہیں۔ اسی سلسلہ میں ایک دعوتی اجتماع 17 جون 2012ء کو رفیق تنظیم سردار صاحب کے گھر پر منعقد کیا گیا، جس میں 12 احباب نے شرکت کی۔ اس پروگرام میں جناب نبی محسن اور عطاء اللہ نے فرائض دینی کا جامع تصور اور منہج انقلاب نبویؐ کے موضوعات پر مفصل خطابات کئے۔ اس کے علاوہ ایک تربیتی اجتماع 24 جون کو امیر مقامی تنظیم نبی محسن کے گھر پر ہوا۔ جس میں تمام مبتدی وملتزم رفقاء نے شرکت کی۔ حضرت نبی محسن نے اصول حدیث پر گفتگو کی۔ محمد جہانگیر نے عربی گرائمر کی ضرورت واہمیت پر بیان کیا۔ مطالعہ سیرت کے ضمن میں محمد طاہر نے ''الرحیق المختوم'' کے ایک حصے کا مذاکرہ کرایا۔ بعدازاں مشاورتی نشست ہوئی۔ یہ اجتماع جو صبح شروع ہوا تھا، بوقت ظہر دُعا پر اختتام پذیر ہوا۔

(رپورٹ: معتمد تنظیم اسلامی ماموند، باجوڑ)

نائب ناظم اعلیٰ شمالی پاکستان کا دورۂ راولاکوٹ آزاد کشمیر

ناظم اعلیٰ شمالی پاکستان جناب خالد محمود عباسی نے 16 جون 2012ء کو راولاکوٹ کا دورۂ کیا۔ اس دورے میں ان کے ساتھ ناظم حلقہ آزاد کشمیر طاہر سلیم مغل اور امیر تنظیم اسلامی باغ زراب حسین عباسی بھی تھے۔ راولاکوٹ میں شہداء پونچھ کی یاد میں تعمیر کیے گئے مینار آزادیٔ کشمیر کی لائبریری میں دفاع پاکستان کے موضوع پر پروگرام منعقد کیا گیا۔ اس پروگرام کا آغاز سہ پہر 3 بجے تلاوت قرآن پاک سے ہوا، جس کی سعادت قاری محمد اصغر نے حاصل کی۔ بعدازاں ڈاکٹر محمد نواز نے پروگرام کی غرض وغایت بیان کی۔ اس کے بعد خالد محمود عباسی نے ''دفاع پاکستان: قرآن کی نظر میں'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ انہوں نے اپنے خطاب کا آغاز سورۂ آل عمران کی تین آیات سے کیا، اور دنیا کے اندر برپا معرکہ خیر وشر کی مختصر تاریخ شرکاء کے سامنے رکھی۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان دنیا کا واحد ملک ہے جو ایک نظریئے کی بنیاد پر قائم ہوا۔ اور اس لحاظ سے یہ خاص اہمیت کا حامل خطہ ہے۔ لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ ہم نے اُس نظریہ سے انحراف کیا، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج قائداعظم کا پاکستان دنیا کے نقشے پر موجود نہیں ہے۔ ہمارا مشرقی بازو ہم سے الگ ہو گیا ہے۔ باقی ماندہ ملک کی بقاوسلامتی بھی اس وقت شدید خطرات کی زد میں ہے۔ ہماری معیشت تباہ حال ہے۔ ہم ایک قوم بننے کی بجائے بے شمار قومیتوں میں تقسیم ہو گئے ہیں۔ پھر یہ کتنی ستم ظریفی ہے کہ جس انگریز کی غلامی سے ہم نے نجات حاصل کی تھی آج اُسی کے نظام اور تہذیب وثقافت کو اپنا رکھا ہے۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ پاکستان کا وجود مٹانے کے درپے ہے۔ چنانچہ 2020ء کا دنیا کا جو نقشہ شائع کیا گیا ہے، اُس میں پاکستان نام کا کوئی ملک موجود نہیں۔ ان حالات میں ملک کی بقاوسلامتی کا تقاضا ہے کہ ہم اللہ کی طرف رجوع کریں۔

1۔ اسباب کے بجائے اللہ کا تقویٰ اختیار کریں۔ اسی سے ملک میں کرپشن جیسی لعنت کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔
2۔ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑیں۔ اس سے ہم میں قومی وحدت بھی پیدا ہوگی۔ اللہ ہمارے دلوں میں الفت ڈال دے گا۔ اور ہم ایک قوم بن جائیں گے۔
3۔ ہم قوم یونس علیہ السلام کی پیروی کرتے ہوئے اللہ کی جناب میں سچی توبہ کریں۔

کاروباری اور ملازمت پیشہ افراد (مرد حضرات) کے لیے بنیادی دینی علوم سے آگاہی کا موقع

مرکزی انجمن خدام القرآن کے شعبۂ تدریس کے زیر اہتمام

17 ستمبر سے

فہم دین کورس

(موڈیول I اور II) کا آغاز ہو رہا ہے۔ (ان شاء اللہ)

نصاب (موڈیول I)
- عربی گرامر (تیسیر القرآن کے پہلے 20 اسباق)
- تجوید وناظرہ
- مطالعہ حدیث (منتخب نصاب حدیث)
- ایمانیات

نصاب (موڈیول II)
- عربی گرامر (تیسیر القرآن کے آخری دس اسباق)
- ترجمہ قرآن مع عربی گرامر
- تجوید وحفظ
- توسیعی محاضرات (بنیادی اصطلاحات حدیث، قرآن فہمی کے اہم اصول اور ماخذ، دینی موضوعات پر لیکچرز)

دورانیہ: 4 ماہ اوقات تدریس: مغرب تا عشاء (سوموار تا جمعرات)

داخلہ کے خواہشمند حضرات قرآن اکیڈمی 36-K، ماڈل ٹاؤن، لاہور کے استقبالیہ سے داخلہ فارم حاصل کریں اور 17 ستمبر تک وہیں جمع کرا دیں۔

نوٹ: موڈیول II میں داخلے کے لیے موڈیول I کا پاس ہونا یا داخلہ ٹیسٹ پاس کرنا لازمی ہے۔

برائے رابطہ: قرآن اکیڈمی 36-K، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ فون: 042-35869501-3، irts@tanzeem.org

نیشان دانش 0336-4205587 0333-4430391

ناظم حلقہ آزاد کشمیر طاہر سلیم مغل نے بھی شرکاء سے مختصر گفتگو کی۔ آخر میں خالد محمود عباسی نے شرکاء کے سوالات کے جوابات دیئے، اور دعا پر اس پروگرام کا اختتام ہوا۔

(مرتب: اسرار احمد اعوان)

ناظم حلقہ مالاکنڈ کا دورۂ چترال

ضلع چترال حلقہ مالاکنڈ کا دور افتادہ علاقہ ہے جو اونچے پہاڑوں اور خوبصورت وادیوں پر مشتمل قابل دید نظاروں کا مرکز ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں بھی دعوت و اقامت دین کا پیغام پہنچ چکا ہے اور کچھ ساتھی اس جدوجہد میں مصروف عمل رہتے ہیں۔ ان رفقاء کے حالات کا جائزہ لینے کے لئے ناظم حلقہ مالاکنڈ نے مقامی تنظیم بی بیوڑ کے امیر کے ہمراہ 2 تا 5 جولائی چترال کا دورہ کیا۔ اس دورے میں ناظم حلقہ نے مقامی امیر کے ہمراہ رفقاء سے ملاقاتیں کیں، ترغیب و حوصلہ افزائی سے ان کو کام بڑھانے پر آمادہ کیا۔ رفقاء کو بھی اپنی کمزوریوں کا احساس ہوا اور انہوں نے عزم نو کے ساتھ کام کرنے کا عندیہ دیا۔ اور مقامی دفتر تنظیم میں جس میں لائبریری بھی قائم ہے اور جو مین بازار میں شاہی مسجد کے قریب واقع ہے ترجمہ قرآن شروع کرنے اور لائبریری سے استفادہ کرنے اور جرائد و پمفلٹ کی تقسیم کرنے کا ارادہ کیا۔ اس ملاقات میں اجتماعات اور ذاتی رابطہ اور دعوت پھیلانے کے طریقوں پر بھی غور و خوض کیا گیا۔ مجموعی طور پر محسوس کیا گیا کہ رفقاء میں قربانی دینے کا جذبہ موجود ہے۔ ان سے کام لینے اور انہیں منظم کرنے کی ضرورت ہے۔ اس دوران میں امیر تنظیم اسلامی بی بیوڑ نے دو مقامات چترال خاص اور برنس میں دعوتی بیان اور درس قرآن دیا۔ دعوتی بیان بندگی رب اور اقامت دین کے موضوع پر تھا، جبکہ درس قرآن میں سورۃ الحدید میں بیان کردہ مومنین اور منافقین کے کردار کا تذکرہ کیا گیا، اور سامعین سے اپیل کی گئی کہ وہ مومنانہ کردار اپنا کر رب کی رضا کے حصول کی کوشش کریں۔ بیانات کے بعد لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ دونوں جگہ سامعین کی اوسط تعداد 30 تھی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین پر استقامت کی توفیق دے۔ (مرتب: احسان الودود)

تنظیم اسلامی ماموند کی دعوتی سرگرمیاں

تنظیم اسلامی ماموند کے زیر اہتمام 5 تا 10 جولائی مختلف مقامات پر متعدد دعوتی پروگرام ہوئے، جن سے امیر مقامی تنظیم حضرت نبی محسن نے خطاب کیا۔ یہ پروگرام جامع مسجد گندیگار، مسجد بی بیوڑ بازار، سلام کوٹ مسجد، مدرسہ سلام کوٹ، سلام کوٹ جامع مسجد، مسجد حمزہ سرتی، جامع مسجد کولنڈی، جامع مسجد توسو، جامع مسجد سور باٹ اور جامع مسجد سور باٹ بالا میں ہوئے، جن میں نبی محسن نے بالترتیب عظمت قرآن، توبہ، عبادت رب، شہادت علی الناس، راہِ نجات، عظمت قرآن وحقوق قرآن، قرآن مجید کے حقوق، فرائض دینی کا جامع تصور، منہج انقلاب نبویؐ، توبہ، عظمت قرآن اور قرآن کے حقوق وغیرہ کے موضوعات پر مفصل خطابات کئے۔ یہ خطابات مختلف نمازوں کے متصلاً بعد ہوتے رہے۔ ان پروگراموں میں مقامی افراد نے نہایت ذوق و شوق سے شرکت کی۔ شرکاء کی کم از کم حاضری 16 جبکہ زیادہ سے زیادہ 300 افراد رہی۔ (مرتب: رفیق تنظیم)

تصحیح گزشتہ شمارہ (نمبر 31) میں مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیر اہتمام ہونے والے رجوع الی القرآن کورسز کے اعلان داخلہ کے اشتہار میں کمپوزر کی غلطی سے داخلہ کی تاریخ 12 ستمبر چھپ گئی ہے، جبکہ یہ تاریخ 3 ستمبر ہے۔ اسی طرح انٹرویو کا وقت ساڑھے آٹھ بجے کی بجائے دس بجے ہے۔ تصحیح کر لی جائے۔ اس سہو پر ہم معذرت خواہ ہیں۔ (ادارہ)

تنظیمی اطلاعات

حلقہ مالاکنڈ کی مقامی تنظیم واڑی میں عنایت اللہ توحیدی کا بطور امیر تقرر

امیر حلقہ مالاکنڈ کی جانب سے دو اسروں ''خال اور واڑی'' پر مشتمل مقامی تنظیم واڑی کے قیام اور اُس میں عنایت اللہ توحیدی کے بطور امیر تقرر سے متعلق موصولہ تجویز کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 4 جولائی 2012ء میں مشورہ کے بعد مقامی تنظیم واڑی کا قیام منظور کرتے ہوئے جناب عنایت اللہ توحیدی کو اس کا امیر مقرر فرمایا۔

حلقہ مالاکنڈ کی مقامی تنظیم سوات میں حبیب علی کا بطور امیر تقرر

امیر حلقہ مالاکنڈ کی جانب سے تین منفرد اسروں ''غالیگے شرقی، غالیگے غربی اور کبل'' پر مشتمل مقامی تنظیم سوات کے قیام اور اس میں حبیب علی کے بطور امیر تقرر سے متعلق موصولہ تجویز کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 4 جولائی 2012ء میں مشورہ کے بعد تنظیم اسلامی سوات کا قیام منظور کرتے ہوئے جناب حبیب علی کو اس کا امیر مقرر فرمایا۔

حلقہ پنجاب شرقی کی مقامی تنظیم ہارون آباد II میں رانا محمد عرفان کا بطور امیر تقرر

امیر حلقہ پنجاب شرقی کی جانب سے مقامی تنظیم ہارون آباد نمبر II میں تقرر امیر کے لئے موصولہ تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 19 جولائی 2012ء میں مشورہ کے بعد جناب رانا محمد عرفان کو مذکورہ مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

ضرورت رشتہ

☆ ملتان کے رہائشی رفیق تنظیم کو اپنی دو بہنوں، عمریں 26 سال، (تعلیم میٹرک) اور 24 سال (تعلیم ایف اے) پنجابی سپیکنگ کے لئے دینی مزاج کے حامل برسرروزگار لڑکوں کے رشتے درکار ہیں۔ (26 سالہ ہمشیرہ طلاق یافتہ ہے اور کوئی بچہ نہیں ہے)

برائے رابطہ: 0300-9670426_0312-6229908

☆ بھٹہ فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 25 سال، تعلیم ایم اے انگلش، النور انٹرنیشنل سے قرآن و حدیث کورس کے لئے دینی مزاج کے حامل، اعلیٰ تعلیم یافتہ اور برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0322-6928311

☆ واہ کینٹ میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 27 سال، تعلیم بی اے، بی ایڈ، ڈی آئی ٹی، صوم وصلوٰۃ کی پابند کے لیے دینی مزاج کا حامل رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0332-5253466

☆ راجپوت جنجوعہ فیملی کی ایک یتیم بچی، عمر 22 سال، گھریلو امور میں ماہر، چچا کے ہاں مقیم کے لیے دینی و شریف مزاج کا حامل رشتہ درکار ہے۔ برادری کی کوئی قید نہیں ہے۔

برائے رابطہ: 0300-5161951

☆ پاکپتن میں رہائش پذیر نوجوان عمر 26 سال تعلیم بی، کام (آنرز)، بی ایڈ، برسرروزگار کے لئے دینی مزاج کی حامل لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0304-9144007

☆ لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 21 سال، تعلیم کمپیوٹر سائنس (Software Engineering) قد "5'7 کے لیے دینی مزاج کے حامل تعلیم یافتہ برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی قید نہیں۔ برائے رابطہ:

0332-4494224 / 042-35225791 - 35225792

hear My call and let them trust in Me, in order they may be led right. It is made lawful for you to go unto your wives on the night of the fast. They are raiment for you and ye are raiment for them. Allah is aware that ye were deceiving yourselves in this respect and He hath turned in mercy toward you and relieved you. So hold intercourse with them and seek that which Allah has ordained for you and eat and drink until the white thread becomes distinct to you from the black thread of the dawn. Then strictly observe the fast till nightfall and touch them not, but be at your devotions in the mosques. These are the limits imposed by Allah, so approach them not. Thus Allah expounds His revelations to mankind that they may ward off (evil)". (Al-Baqara 183 to 187)

These are the five verses in which not only the philosophy of the fasting of Ramadan has been explicitly given but the decrees ordained have been comprehensively accommodated therein. It is the peculiarity of Ramadan that it has been described only at one place in the Qur`an. All other obligatory worships have been described in the Qur`an in different Suras and their integral constituents are found scattered throughout the Text.

The real aim of the fasting of Ramadan: The real aim of fasting has been described to be 'Taqwa' which means to struggle every moment to keep away from all sorts of evils and try not to transgress any limits prescribed by Allah. The fasting gives the man the power to control his animal desires aroused by animal instincts. It is the fasting which gives strength to your Rooh or the Spirit which in turn will control the 'Id'(Nafse Ammarah in the Qur`anic terminology). The weakening of the Id will strengthen the Ego or the Superego which is the ultimate objective of the fasting that the animal instincts are kept under check and the spiritual being becomes more powerful over the animal being of the man. According to the Qur`anic verses quoted above, the fasting results in the 'taqwa' or the strength to ward off evil. The recitation of the Holy Qur`an during night time further energizes the 'Taqwa' generated as a result of fasting by the day time. Therefore, the fasting-man gets further and further purification when the two sources, the fasting and the standing in prayers with the Qur`anic recitation during night go simultaneously during the whole month of Ramadan.

The month of Ramadan has a special connection with the Holy Qur`an as the later was descended at a particular night of the month of Ramadan from the Lauh-e- Mehfooz to the Sky nearer to our world (Sama-e-Dunia) wherefrom it was gradually revealed to the Prophet Muhammad (SAW) according to the needs in a period of 23 years and the Message was completed. Now we understand that the graciousness and magnificence which is ascribed to the month of Ramadan is due to the fact that it is the month which has got the honour of revelation of the Qur`an in one go at a particular night of this month, mentioned in the Qur`an to be better (in value and graciousness) than a thousand months.

Since our physiological body is composed of the material substances therefore it will require for its nourishment the material food obtained from the soil and the air. The real being is the Spirit or Rooh in the Qur`anic terminology. This Rooh or the Spirit to be beyond the material world and is an 'Amr' of the Allah which He attributes to His Own Self. It has been explicitly narrated in Sura Alhijr and in Sura Sad as follow, "So, when I have made him and have breathed into him My Spirit, do ye fall down, prostrating yourselves into him." (15:29). "And when thy Lord said unto the angels: Lo! I am about to create a mortal out of mire. And when I have fashioned him and breathed into him of My Spirit, then fall down before him prostrate," (38:71-72). The real being that counts is the Rooh or the Spirit as the Qur`an calls it. Allah has attributed it to His Own Self. The fasting is a source of the nourishment and rejuvenation of this Rooh, therefore it has got a special link to the Lord (Rab). Allah says, "They will ask thee concerning the Spirit. Say: The Spirit is by the command of my Lord, and of knowledge ye have been vouchsafed but little".(15:85) It is why Allah says, *("Assaumo lee wa Ana ajzee behi".)* "The Saum is for Me and I Myself will reward (the man) for it." Let us prepare ourselves for this highly reverend obligation and get all the graciousness of Ramazan and collect the bounties of Allah during the ensuing Ramadan.

Mohammad Faheem

The Graciousness of the Fasting of Ramadan

The holy month of the Ramadan of the year of 1433 Hijra has started or commenced. This month is a great favor of Allah for the Muslim Umma and it is one of the five pillars of Islam and is an obligatory worship to be carried out with full devotion and all sincerity. This rite amongst the five basics of Islam carries special significance as testified in a number of Ahadiths. The Prophet (SAW) has said that Allah (SWT) has said, “The fasting (saum) is for Me and I Myself will reward (the man) for it.” In another Hadith the Prophet is reported to have said, “ Whosoever, keeps fasting in the month of Ramadan with conviction and consciousness and self-accountability, his all previous wrong-doings will be pardoned and whosoever remains standing during the nights of Ramadan (in prayers reciting the holy Qur`an), his previous wrong-doings will be pardoned.” (Bukhari and Muslim).

Imam Behaqui, quoting Hazrat Abdullah Ibne Amar Ibne Aas (RAA) says that the Prophet (SAW) has said, “The saum (fasting) and the Qur`an will be interceding (before Allah) for the fasting man. The saum will implore upon Allah, “O Lord! “ I had stopped this man from eating and satisfying his animal gratifications (Shahawat) in day time. Therefore, grant my imploration for his exoneration (from all sins).” The Qur`an will say, “O Allah! “ I had stopped this man from sleeping during night. Therefore, accept my intercession for him.” Allah will accept the request of both of them (the Qur`an and the Saum).

There is another cardinal Hadith reported by Hazrat Salman Farsi (RAA) saying, “The Prophet (SAW) gave us a sermon on the last day of Shaaban and said, “O People! A very gracious month is befalling on you, the month of grandeur, and the month of blessings. There is a particular night therein, which is far better than a thousand months. Allah has made its saum (fasting) obligatory and its standing in worship (during night hours) at one's own free choice. It is a month with its first portion as (a source of) beneficence; its middle as (a source of) forgiveness and its end is (a source of) liberation from the doom of Hellfire.”

We can fully understand how the Prophet (SAW) wanted his addressees to get them mentally and physically prepared for completely achieving the bounties of Ramadan. In principle it is very unlikely that one can fully avail a chance or a subject if one does not have a thorough understanding of the merits of that subject or moment. Let's further understand what the Qur`an says about this great rite (Ibadat) of Saum of the Ramadan.

It has been described in a total of only five verses. The meaning of the Qur`anic text of these verses is given as under.

> *“O ye who believe! Fasting is prescribed for you, even as it was prescribed for those before you that ye may ward off (evil). (Fast) a certain number of days; and (for) him who is sick among you, or on a journey, (the same) number of other days; and for those who can afford it there is a ransom: the feeding of a man in need-but those doth good of his own accord, it is better for him: and that ye fast is better of you if ye know. The month of Ramadan in which was revealed the Qur`an, a guidance for mankind and clear proofs of the guidance and the Criterion (of right and wrong). And whosoever of you is present, let him fast the month and whosoever of you is sick or on a journey, (let him fast the same) number of other days. Allah desires for you ease; He desires no hardship for you; and (He desires) that you should complete the period and that you should magnify Allah for having guided you and that peradventure ye may be thankful. And when my servants question thee concerning Me, then surely I am nigh. I answer the prayer of the suppliant when he cries unto Me. So let them*